October 2009

News & Views

Khabr-o-Nazar

اکتوبر ۲۰۰۹

خبرونظر

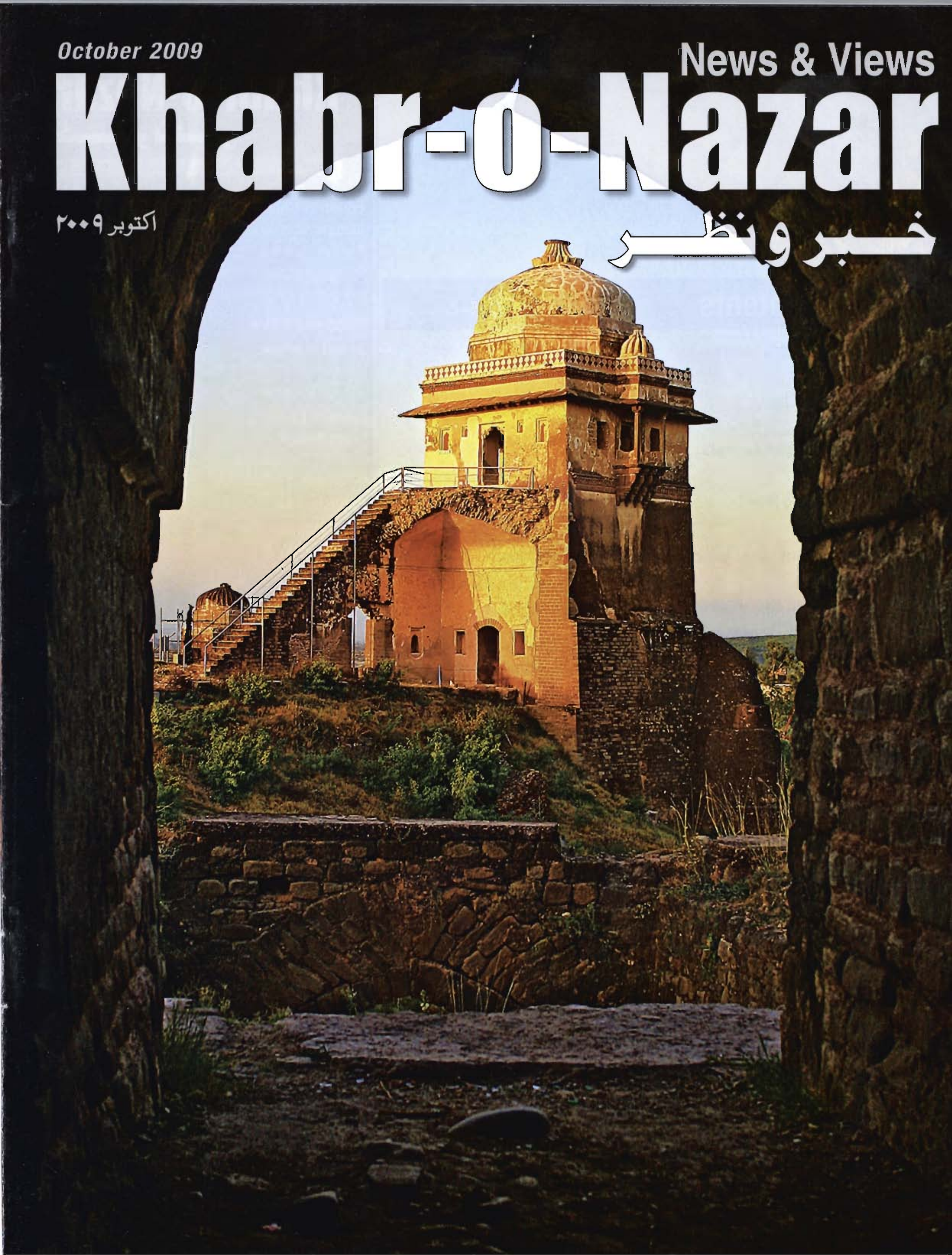

Table of Contents

فہرست مضامین

3	The Editor's Corner گوشۂ مدیر
4	Khabr Chat قارئین کی آراء
5	Looking for Answers جواب کی تلاش
6	Winning Articles انعام یافتہ مضامین
8	U.S. Committed to Worldwide Cultural Preservation عالمی ثقافتی ورثہ کے تحفظ کے لئے امریکی عزم
14	The U.S. Ambassador's Fund for Cultural Preservation Pakistan Projects امریکی سفیر کا ثقافتی ورثہ کے تحفظ کا فنڈ۔ پاکستانی منصوبے
18	President Obama congratulates Muslims in Eid-ul-Fitr message صدر اوبامہ کی جانب سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو عیدالفطر کی مبارکباد
19	Being Muslim in America امریکہ میں بحیثیت ایک مسلمان
22	United Nations Day یوم اقوام متحدہ
23	Columbus Day یومِ کولمبس، مہم جو کی نئی دنیا میں آمد کا دن

Monthly Columns

ماہانہ کالمز

26	Alumni Connect	دیرینہ تعلق
28	Visit the 50 States	امریکہ کی پچاس ریاستوں کی سیر
36	One Success at a Time	کامیابی کی داستان
40	Book of the Month	منتخب کتاب
41	Ask the Consul	قونصل سے پوچھئے
43	Videography	وڈیوگرافی

News & Views

Khabr-o-Nazar

خبر و نظر

Issue No:8 | شمارہ نمبر: ۸

Editor-in-Chief | ایڈیٹر ان چیف

Richard W. Snelsire | رچرڈ ڈبلیو سنیلسائر

Press Attaché and | پریس اتاشی و

Country Information Officer | کنٹری انفارمیشن آفیسر

U.S. Embassy Islamabad | امریکی سفارتخانہ، اسلام آباد

Managing Editor | مینیجنگ ایڈیٹر

Jeremiah Knight | جرمایہ نائٹ

Assistant Information Officer | اسسٹنٹ انفارمیشن آفیسر

U.S. Embassy Islamabad | امریکی سفارتخانہ، اسلام آباد

Cultural Editor | کلچرل ایڈیٹر

Leslie Philips | لیسلائی فلپس

Assistant Cultural Affairs Officer | اسسٹنٹ کلچرل افیئرز آفیسر

U.S. Embassy Islamabad | امریکی سفارتخانہ، اسلام آباد

Published by | شائع کردہ

Public Affairs Section | شعبۂ تعلقات عامہ

Embassy of the United States of America | سفارت خانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ

Ramna-5, Diplomatic Enclave | رمنا۔۵، ڈپلومیٹک انکلیو،

Islamabad. Pakistan | اسلام آباد

Phone: 051-2080000 | فون: 051-2080000

Fax: 051-2278607 | فیکس: 051-2278607

Email: infoisb@state.gov .... ای میل:

Website: http//islamabad.usembassy.gov .... ویب سائٹ:

Designed by | ڈیزائن

Saeed Ahmed | سعید احمد

Front Cover | سرورق

A picturesque view of the Man Singh Haveli, Rohtas Fort in Jehlum. The Rohtas Fort was built in 1541 CE in Jehlum, Punjab by Sher Shah Suri and the Haveli was named for one of the Mogul Emperor Akbar's most famous generals. The U.S. Ambassador's Cultural Fund project, concluded in 2006, was the first significant preservation of the structure, providing conservation, restoration and documentation of the building.

پنجاب کے ضلع جہلم میں واقع قلعہ روہتاس کے اندر مان سنگھ کی حویلی کا دیدہ زیب منظر۔ قلعہ روہتاس کو 1541ء میں شیر شاہ سوری نے تعمیر کروایا تھا۔ جبکہ بعد ازاں اس کے اندر موجود اس حویلی کو مغل بادشاہ اکبر کے مشہور جرنیل کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔ 2006ء میں اس تاریخی عمارت کی بحالی، تحفظ اور دستاویزی کام امریکی سفیر کے ثقافتی فنڈ سے پایہ تکمیل کو پہنچنے والا پہلا منصوبہ تھا۔

Back Cover | پسِ ورق

A scenic view of the shrine of sufi saint Hazrat Jalaluddin in Uch Sharif, southern Punjab near Bahawalpur. The site dates from the mid 14th century CE is architecturally similar to Iranian and Turkish architecture of the era. The U.S. Ambassador's Cultural Fund provided project in 2007-2008 to restore and preserve this unique tomb and shrine.

جنوبی پنجاب کے شہر بہاولپور کے نزدیک اُچ شریف میں صوفی بزرگ حضرت جلال الدین کے مزار کا دلکش منظر۔ 14 ویں صدی عیسوی میں تعمیر ہونے والی اس عمارت کا طرز تعمیر ایرانی اور ترکی عہد سے مشابہت رکھتا ہے۔ 2007-2008ء میں امریکی سفیر کے سماجی فنڈ سے اس نادر روزگار مقبرے اور خانقاہ کی بحالی اور تحفظ کا منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔

the editor's corner

گوشۂ مدیر

Dear Readers,

For the October issue, Khabr-o-Nazar celebrates the diversity of cultural history around the world. Since ancient times, Pakistan has had a rich, diverse culture, and cultural preservation here and around the world is an issue with which we should all be concerned.

For the last eight years, American embassies under the U.S. Ambassador's Fund for Cultural Preservation have assisted in preserving cultural heritage in 120 countries through projects such as restoration of historic buildings, improving museums, safeguarding archeological treasures, and preserving artisanal crafts that play such a large part in defining culture. Here in Pakistan, the fund is helping restore two exceptional monuments to early Sufi saints dating back 900 years, among other important projects. We also look at some of the fund's larger projects across the continents.

This October, Muslims around the world have resumed their normal routines after the holy month of Ramazan followed by the celebrations of Eid-el-Fitr. In this issue, we include President Barak Obama's first Eid message to the more than billion Muslims in the world: a message of peace, harmony, and respect among all the world's religions.

This issue also includes an exciting story from our USAID mission, which recounts how workers in our health program in Swat and Buner districts were forced to flee, and continued their work with mothers and children in the camps where they landed.

Personally, I am proud to inform readers that South Carolina, this month's Visit the 50 States destination, is my home state. South Carolina has been a pivotal state in America's military history, and is the birthplace of the seventh American President Andrew Jackson. Its great cities provide a glimpse into the noble plantation culture of the past, while evolving into modern commercial hubs. In addition to Charleston and Columbia, the state's pristine beaches bring tourists from all over America. Regardless of the tribulations faced in their long history, all South Carolinians remain true to the state motto: "While I breathe, I hope."

Richard W. Snelsire
Editor-in-Chief and Press Attache
U.S. Embassy Islamabad
Email: infoisb@state.gov
Website: http//Islamabad.usembassy.gov

محترم قارئین :

خبرونظر کا ماہِ اکتوبر کے شمارہ میں دنیا میں ثقافتی تاریخ کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ازمنہ قدیم سے پاکستان کی سرزمین گوناں گوں اور شاندار ثقافتوں کی امین رہی ہے اور یہاں اور پوری دنیا میں اس ورثہ کی حفاظت کے سلسلہ میں ہم سب کو فکر مند ہونا چاہیئے۔

گزشتہ آٹھ برسوں سے امریکی سفارتخانوں نے امریکی سفیر کے فنڈ برائے تحفظ ثقافت کے تحت 120 ملکوں میں تاریخی عمارتوں کی بحالی، عجائب گھروں کی بہتری، آثار قدیمہ کے خزانوں کی حفاظت، فنی شہ پاروں، جو کلچر کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، اور دیگر ثقافتی ورثہ کو محفوظ بنانے میں اعانت کی ہے۔یہاں پاکستان میں اس فنڈ کے ذریعہ دیگر اہم منصوبوں سمیت دو صوفیائے کرام کے 900 سال قدیم شاندار مقبروں کی بحالی میں مدد فراہم کی جائے گی۔ہم مختلف براعظموں میں اس فنڈ کی مدد سے بڑے منصوبوں کی دیکھ بھال بھی کرتے ہیں۔

رواں ماہ اکتوبر میں دنیا بھر کے مسلمانوں نے رمضان المبارک اور عیدالفطر منانے کے بعد اپنے معمولات زندگی دوبارہ شروع کر دیئے ہیں۔زیر شمارہ میں ہم نے دنیا کے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کے نام صدر باراک اوبامہ کی طرف سے پہلی بار عیدالفطر کے موقع پر مذاہب عالم کے درمیان امن، ہم آہنگی اور احترام کا پیغام بھی شامل کیا ہے۔

زیرنظر شمارہ میں ہم نے یوایس ایڈ مشن کے شعبہ صحت کے ان کارکنوں کی رُوداد بھی بیان کی ہے جنہیں سوات اور بونیر کے اضلاع سے نکلنے پر مجبور کیا گیا جس کے بعد انہوں نے ان علاقوں میں کیمپوں میں بے گھر ہونے والی ماؤں اور بچوں کی خدمت جاری رکھی جہاں اُنہوں نے پناہ لی۔

میں ذاتی طور پر اپنے قارئین کو یہ بتاتے ہوئے فخر محسوس کر رہا ہوں کہ اس مرتبہ پچاس ریاستوں کی سیر کے عنوان سے چھپنے والے مستقل سلسلہ میں جنوبی کیرولائنا کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے جو میری آبائی ریاست ہے۔جنوبی کیرولائنا امریکہ کی عسکری تاریخ کے حوالہ سے انتہائی اہمیت کی حامل ریاست ہے اور امریکہ کے ساتویں صدر اینڈریو جانسن کی جائے ولادت بھی ہے۔اس کے عظیم شہر ماضی کی اعلیٰ شجر کاری کی ثقافت کی جھلک پیش کرتے ہیں اور یہ شہراب جدید تجارتی مراکز میں ڈھل رہے ہیں۔چارلسٹن اور کولمبیا کی طرح اس ریاست کے صاف ستھرے ساحل بھی امریکہ بھر سے سیاحوں کے لئے باعث کشش ہیں۔اپنی طویل تاریخ میں مصائب کا سامنا کرنے سے قطع نظر، جنوبی کیرولائنا کے باسی اِس مقولے کو حرزِ جاں بنائے ہوئے ہیں کہ جب تک سانس ،تب تک آس۔

رچرڈ ڈبلیو سنیلسائر
مدیر اعلیٰ و پریس اتاشی
سفارتخانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ
ای میل: infoisb@state.gov
ویب سائٹ: http//Islamabad.usembassy.gov

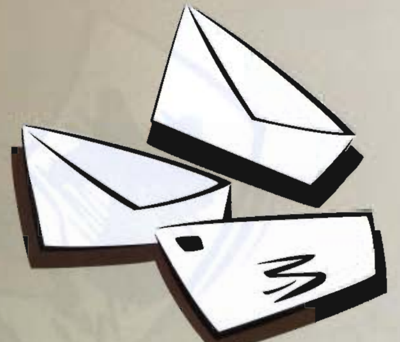

قارئین کی آراء

Responses from our readers

Khabr Chat

I would like to thank you for sending me Khabr-o-Nazar each month. Believe me, your efforts are setting a milestone in building up trust and friendly relations between the United States of America and Pakistan.

I have gone through your August edition, which is really interesting and full of knowledge, especially the article about child soldiers. It is shocking to read that as many as 300,000 underage children are working in various rebel groups and government forces. I think this is moving the world towards a disaster, and urgent measures should be taken to stop this immediately. On the one hand, world forces are trying to stop child labor, aware that an issue like this can lead the world towards a future of dark night. I hope you will keep up your efforts to stamp out such abuses.

Ch. Sarfraz Afzal,
MPA Punjab Assembly, Rawalpindi

خبر ونظر ہر ماہ بھیجنے پر میں آپ کا مشکور ہوں ۔ یقین کریں، آپ کی کاوشیں امریکہ اور پاکستان کے درمیان اعتماد سازی اور دوستانہ تعلقات کے فروغ کے سلسلے میں نہایت اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ میں نے آپ کا اگست کا شمارہ پڑھا ہے جو حقیقی معنوں میں دلچسپ اور معلومات سے پُر ہے خصوصاً بچوں کو فوجی کے طور پر استعمال کرنے کے بارے میں مضمون بہت معلوماتی ہے۔ یہ پڑھکر انتہائی دکھ ہوا کہ دنیا میں مختلف باغی گروپوں اور سرکاری فوجوں میں تقریباً 300,000 کم عمر بچوں سے فوجی کی حیثیت سے کام لیا جا رہا ہے۔ میرے خیال میں ایسے رجحانات دنیا کو تباہی کے طرف دھکیل رہے ہیں اور انہیں روکنے کیلئے فوری اقدامات کئے جانے چاہئیں ۔ ایک طرف تو عالمی طاقتیں بچوں سے مشقت کے خاتمے کی کوششوں میں لگی ہوئی ہیں اور دوسری جانب وہ اس بات سے بھی بخوبی آگاہ ہیں کہ اس طرح کا مسئلہ دنیا کا مستقبل تاریک کر سکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ ایسی برائیوں اور استحصال کے مکمل خاتمے کیلئے کوششیں جاری رکھیں گے۔

چودھری سرفراز افضل،
رکن پنجاب اسمبلی، راولپنڈی

Khabr-o-nazar is a most informative and interesting magazine that provides me knowledge about the lively relations of Pakistan and America. The monthly segment of Khabr-o-nazar to introduce one of the 50 states of America is also very good. I am very thankful to the American Embassy for producing Pakistanis such a wonderful magazine for Pakistanis.

Umeed Ranjha,
Chakwal

خبر ونظر انتہائی معلوماتی اور دلچسپ جریدہ ہے جس سے مجھے پاکستان اور امریکہ کے خوشگوار تعلقات کے بارے میں آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ خبر ونظر کے ہر شمارے میں امریکہ کی 50 میں سے کسی ایک ریاست کے تعارف کا سلسلہ بھی بہت اچھا ہے۔ پاکستان میں اس طرح کا شاندار رسالہ شائع کرنے پر میں امریکی سفارتخانے کا انتہائی مشکور ہوں۔

امید رانجھا،
چکوال

I visited an official website of the United States for the first time, and I found it very interesting. Your magazine is very useful for people who do not understand the thinking and mood of the U.S. government. I hope such work will remove misunderstandings between our countries and boost cooperation between Pakistan and the United States in different fields.

Abid Mehmood
Dera Ismail Khan

میں نے امریکہ کی سرکاری ویب سائیٹ پہلی بار کھولی جو مجھے بہت دلچسپ لگی۔ آپ کا رسالہ ان لوگوں کیلئے انتہائی مفید ہے جو امریکی حکومت کی سوچ اور موڈ کے بارے میں نہیں جانتے۔ مجھے امید ہے کہ اس طرح کے کام سے دونوں ملکوں کے درمیان غلط فہمیوں کے ازالے میں مدد ملے گی اور مختلف شعبوں میں امریکہ اور پاکستان کے درمیان تعاون بڑھے گا۔

عابد محمود،
ڈیرہ اسماعیل خان

It may be nice, if you include the map of the American state along with the article titled Visit the 50 States in the issues of Khabr-O-Nazar. It will help a reader like me to know the exact location of that particular state. America is a huge country and most Pakistanis are unaware of most of its states. Regardless, the column about the State of Massachusetts that appeared in the latest issue of Khabr-O-Nazar was wonderful and full of information.

Zaheer Shahzad
Bureau Chief, Pakistan Press International (PPI)

اگر آپ خبر ونظر کے شماروں میں "پچاس ریاستوں کی سیر " کے عنوان سے شائع ہونے والے مضمون کے ساتھ متعلقہ ریاست کا نقشہ بھی شائع کر دیں تو بہت اچھا لگے گا۔ اس سے میرے جیسے قارئین کو اُس ریاست کا اصل محل وقوع جاننے میں مدد ملے گی۔ امریکہ بہت بڑا ملک ہے اور بیشتر پاکستانی اس کی اکثر ریاستوں سے ناواقف ہیں۔ اس بات سے قطع نظر، خبر ونظر کے تازہ شمارے میں ریاست میساچوسٹس کے بارے میں شائع ہونے والا کالم انتہائی دلچسپ اور معلومات سے بھرپور تھا۔

ظہیر شہزاد
بیورو چیف، پاکستان پریس انٹرنیشنل (پی پی آئی)

جواب کی تلاش

Looking for Answers

Looking for Answers gives our readers a voice to comment and share their views on myriad topics that are shaping our world. Each edition of Looking for Answers poses a question to you (our readers) and invites you to share your thoughts with us in short essay form. All submissions will be reviewed by the Public Affairs Section of the U.S. Embassy. Two Monthly Winners will be chosen and have their essays published in the subsequent edition of Khabr-o-Nazar. Winners will also receive a prize from the Public Affairs Section. Along with the two monthly winners, three Honorable Mentions will receive certificates.

The following are the official guidelines for essay submissions:

- Essays should not exceed 250 words
- All essay submissions must be sent electronically to infoisb@state.gov or via mail
- All essays must focus on the question presented in the most current edition of Looking for Answers
- Deadline for submission of essays is the 25th of every month.
- All submissions must include the submitter's complete name, telephone number and home or work address.
- Essays will be published in the forthcoming editions of Khabr-o-Nazar.
- Winner will receive a prize mailed to their indicated address.

"جواب کی تلاش" ہمارے قارئین کو اُن مختلف موضوعات پر تبصرہ اور اپنی آراء میں شریک کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے جو ہماری دنیا کی صورت گری کرتے ہیں۔ ہر شمارہ میں ہم اپنے قارئین سے ایک سوال کرتے ہیں تاکہ وہ ایک مختصر مضمون کی شکل میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ موصول ہونے والے تمام مضامین کا امریکی سفارتخانہ کا شعبہ امور عامہ کا عملہ جائزہ لے گا۔ ہر ماہ دو جیتنے والے مضمون نگاروں کا انتخاب کیا جائے گا اور خبر و نظر کے آئندہ شمارہ میں ان کی فکری کاوش شائع کی جائے گی۔ جیتنے والوں کو شعبہ امور عامہ کی جانب سے ایک انعام دیا جائے گا۔ دو منتخب مضامین کے علاوہ مزید تین قابل ذکر مضامین کا بھی تذکرہ کیا جائے گا اور انہیں اسناد دی جائیں گی۔

مضامین بھیجنے کے درج ذیل قواعد وضوابط ہیں:

- مضمون اڑھائی سو الفاظ سے زیادہ طویل نہیں ہونا چاہیئے۔
- تمام مضامین ای میل کے ذریعہ infoisb@state.gov یا بذریعہ ڈاک بھیجے جا سکتے ہیں۔
- تمام مضامین تازہ ترین شمارہ میں پوچھے گئے سوال کو مدنظر رکھ کر تحریر کیے جائیں۔
- مضمون موصول ہونے کی آخری تاریخ ہر مہینے کی 25 تاریخ ہے۔
- تمام مضامین کے ساتھ مضمون نگار کا پورا نام، ٹیلی فون نمبر اور گھر یا دفتر کا پتہ درج ہونا ضروری ہے۔
- مضامین خبر و نظر کے آئندہ شماروں میں شائع کیے جائیں گے۔
- کامیاب مضمون نگار کو دیئے گئے پتے پر انعام بذریعہ ڈاک بھیجا جائے گا۔

Question of the Month

What steps should we take individually, as well as collectively, to preserve Pakistan's rich cultural heritage?

اس ماہ کا سوال

پاکستان کے شاندار ثقافتی ورثہ کو بچانے کے لئے
ہم انفرادی طور پر اور اجتماعی سطح پر کیا کیا اقدامات کر سکتے ہیں؟

Winning Article

What are some of the major challenges facing Pakistani youth in the 21st century?

Nadir Hussain
Via email

نادر حسین
بذریعہ ای میل

Making Use of Constructive Abilities

Nations face problems and challenges all the time, but only those people who take sensible steps by making use of their constructive and positive abilities survive and make progress.

Pakistani youth face enormous problems such as the menace of terrorism, a lack of education and health care facilities, religious fanaticism, the search for national identity, and a precarious law and order situation.

To resolve these issues, it is essential to change our mindset from top to bottom, and then spread education to every nook and cranny of the country, particularly in the rural areas of Pakistan. Uneducated people are more susceptible to extremism, and such tendencies are damaging Pakistan's image and defame Pakistanis across the world.
It is also important to pay attention to the health care system, as only a healthy nation can play its due role in the progress and development of our world. We will have to demonstrate that we are a peace-loving nation that hates terrorism and religious fanaticism, and we are with the international community to root out this threat. Some elements defame our country, but they do not represent our national character.

In fact, our young people with their talent, experience and proficiency are playing very significant role in the growth of several nations. Our educated youth must take part in national politics to curb corruption in the country, change the prevailing decayed system and then we may embark upon on the journey to progress. Patriotism is the recipe that helped several nations to achieve the goal of development and rise.

Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah and his companions made the most of their education and talent to shape Pakistan on the map of the world. Now it is our responsibility to establish our individuality in the world as a peace-loving and enlightened nation. To achieve this objective, we will have to make a lot of effort.

تعمیری صلاحیتوں کا استعمال

ہر دور میں قوموں کو مسائل اور چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جو اپنی مثبت صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے عملی اقدامات کرتی ہیں۔ اکیسویں صدی کے پاکستانی نوجوان کو دہشت گردی، تعلیم اور صحت کی سہولیات کی عدم دستیابی، مذہبی انتہا پسندی ،قومی شناخت اور امن و امان جیسے بڑے بڑے مسائل کا سامنا ہے۔ اور ان کے حل کے لئے سب سے پہلے اپنی سوچ میں انقلابی تبدیلی لانا بہت ضروری ہے۔ پھر تعلیم کو عام کرنا ہے خاص طور پر پاکستان کے دیہی علاقوں میں کیونکہ وہاں تعلیم کے فقدان کے باعث لوگ جلد انتہا پسندی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سب پاکستان کے لئے نقصان اور دنیا میں بدنامی کا سبب بن رہا ہے۔ شعبہ صحت پر بھی اشد توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ صحت مند قومیں ہی دنیا کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہیں۔ ہمیں عملی طور پر یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم ایک پر امن قوم ہیں اور دہشت گردی، مذہبی انتہا پسندی سے نفرت کرتے ہیں اور اس کے خاتمہ کے لئے ہم دنیا کے ساتھ ہیں۔ اگر کچھ عناصر ہمارے ملک کو بدنام کر رہے ہیں تو وہ ہرگز ہماری شناخت نہیں بلکہ ہمارے نوجوان اپنی تعلیم، تجربے اور ہنرمندی کو بروئے کار لاتے ہوئے بہت سے ملکوں کی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ہمارے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ملک کی عملی سیاست میں حصہ لینا چاہیئے تا کہ ملک سے بدعنوانی کا خاتمہ ہو، نظام میں تبدیلی آئے اور ہم ترقی کی راہوں پر گامزن ہو سکیں۔ تعلیم اور حب الوطنی ہی وہ راز ہے جس نے دنیا کی بہت سی قوموں کو ترقی کی معراج پر پہنچا دیا۔ قائداعظم محمد علی جناح اور ان کے رفقائے کار اپنی تعلیم اور صلاحیتوں کو بروئے کار لائے تب ہی پاکستان وجود میں آیا۔ اب ہمارا یہ قومی فریضہ ہے کہ ہم دنیا میں اپنی شناخت بحثیت پر امن اور روشن خیال قوم کے طور پر قائم کریں اور اس کے لئے ہم سب کو دیانتداری کے ساتھ عملی جدوجہد کرنا ہوگی۔

Winning Article

اکیسویں صدی میں پاکستان کے نوجوانوں کو درپیش چند بڑے مسائل کون کون سے ہیں؟

Nadia Anwar,
Lahore

نادیہ انور، لاہور

Conflicting Realities

The 21st century is characterized by conflicting realities in Pakistan. On the one hand, there is an illusion of an ever-growing technological advancement. On the other, this illusion has made our present generation servile followers of the whims of those in power by camouflaging its real strength.

In the face of such widespread political and economic disillusionment, there is dire need for committed young citizens, who have the knack to comprehend the nature of problems that face their country.

Firstly, our youth need to develop an independent approach towards life by breaking themselves free from the shackles of foreign reliance and dominant political ideals. By relying on their own independent analysis of the status quo, they would be better equipped to contextualize their knowledge to improve the deteriorating standards of their respective localities and eventually their country at large.

Secondly, the younger generation should prepare itself both in terms of latest scientific and geopolitical knowledge. For this they must widen their scope of research by shedding inter- and intra-religious, and communal prejudices. They can also create an atmosphere of harmony and peace among themselves by understanding their mutual needs and sharing their grievances with one another.

Finally, the youth of Pakistan must have a futuristic vision. In order to root out societal evils such as illiteracy, overpopulation, extremism and corruption, they need to develop organization among their ranks and build up an environment of trust for the collective good of their people.

متضاد حقیقتیں

اکیسویں صدی میں پاکستان کو متضاد حقیقتوں کا سامنا ہے۔ جہاں ایک طرف ہمہ وقت بڑھتی ہوئی تیکنیکی ترقی کا وہمہ ہے تو دوسری طرف اُسی وہمے نے ہماری نسل کو طاقتور لوگوں کی غلامانہ تقلید پر مجبور کردیا ہے۔ ہر طرف پنپتی سیاسی اور معاشی ناامیدی کی موجودگی میں ایسے پر عزم شہریوں کی سخت ضرورت ہے جن کے پاس مشکلات کی صحیح نوعیت سمجھنے کا فن ہو۔

اول، ہمارے نوجوانوں کو باہر والوں پر انحصار اور مروجہ سیاسی خیالات کے شکنجے سے آزادی حاصل کر کے زندگی میں ایک خودمختار سوچ اپنانے کی ضرورت ہے۔ اپنے موجودہ حالات کا جو تجزیہ وہ اپنی آزادانہ سوچ کو بروئے کار لا کر کریں گے اُس سے وہ بہتر طور پر اپنے علم کو قابل استعمال بنانے اور اپنے اپنے علاقوں اور بالآخر اپنے ملک کی بگڑتی ہوئی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے مسلح ہوں گے۔

دوم، موجودہ نسل کو اپنے آپ کو جدید سائنسی، جغرافیائی علم سے آراستہ کرنا ہے۔ اس کے لئے اُنہیں مذہبی اور علاقائی تعصّبات کو رد کرتے ہوئے اپنے تحقیق کے حلقہ کو وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی باہمی ضروریات کا احساس کرنے اور اپنی شکایات کو ایک دوسرے سے بانٹنے سے وہ ایک پُرامن اور متوازن ماحول کو جنم دے سکتے ہیں۔

سوم، پاکستان میں نوجوانوں کو اپنی سوچ مستقبل سے جوڑنے کی ضرورت ہے۔ ناخواندگی، بڑھتی ہوئی آبادی، انتہاپسندی اور بدعنوانی جیسی معاشرتی برائیوں کو جڑ سے اُکھاڑنے کے لئے اور اپنے لوگوں کی اجتماعی بھلائی کے لئے انہیں اپنی صفوں میں نظم وضبط اور اعتماد کی فضا پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

Honorable Mentions قابلِ ذکر مضامین

- Amjad Ali Baloch, Dera Ismael Khan
- Rabia Munir, Sialkot
- Fariduddin Aakif, Sargodha

- امجد علی بلوچ۔ ڈیرہ اسماعیل خان
- رابعہ منیر۔ سیالکوٹ
- فریدالدین عاکف۔ سرگودھا

Cultural heritage honored through U.S. grant support

U.S. Committed to Worldwide Cultural Preservation

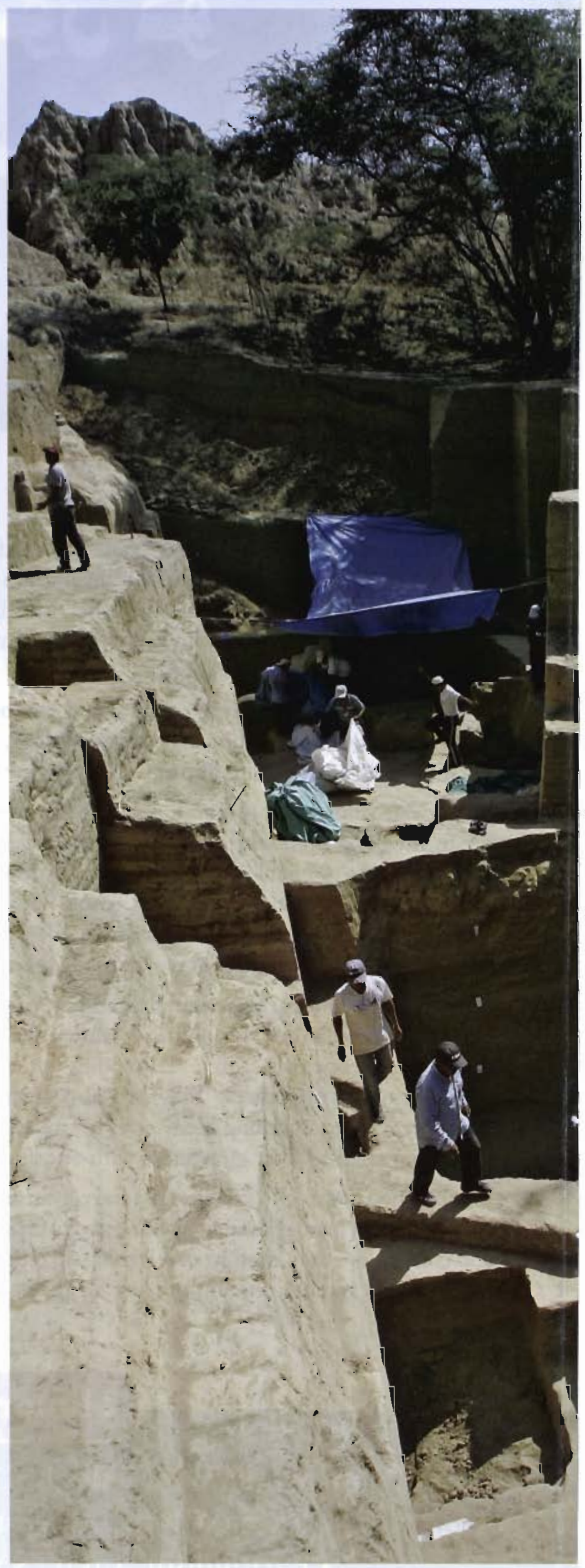

Washington – On virtually every continent, treasures from ancient civilizations are being conserved and restored through a U.S. program dedicated to the preservation of cultural heritage in countries around the globe.

Since 2001, the U.S. Ambassadors Fund for Cultural Preservation (AFCP) has provided grant support to cultural heritage projects in 130 countries. To date, the Ambassadors Fund – administered by the U.S. State Department's Bureau of Educational and Cultural Affairs – has supported more than 500 projects, totaling more than $15 million, sending a strong message about the importance the United States places on the conservation of the culture of nations from every world region. In 2008, the fund supported projects in 60 countries.

"We look for well-crafted proposals for projects that meet the AFCP funding mandate and project criteria, and also make the case for cultural significance, urgency, sustainability, among other things," said Martin Perschler, AFCP program coordinator.

Funded projects have included technical support for the restoration of historic buildings, assessment and conservation of museum collections, archaeological site preservation, documentation to save traditional crafts, improved storage conditions for archives and manuscripts, and documentation of indigenous languages, music and dance.

The restoration of the 12th-century Tomb of Hafiz Muhammad Hayat in Gujrat and the 13th-century Shrine of Hazrat Shah Shams Tabraiz in Multan, two exceptional monuments to early Sufi saints in Pakistan, are among the 71 projects in 58 countries

امریکی گرانٹ کی اعانت کے ذریعہ ثقافتی ورثہ کا تحفظ

عالمی ثقافتی ورثہ کے تحفظ کے لئے امریکی عزم

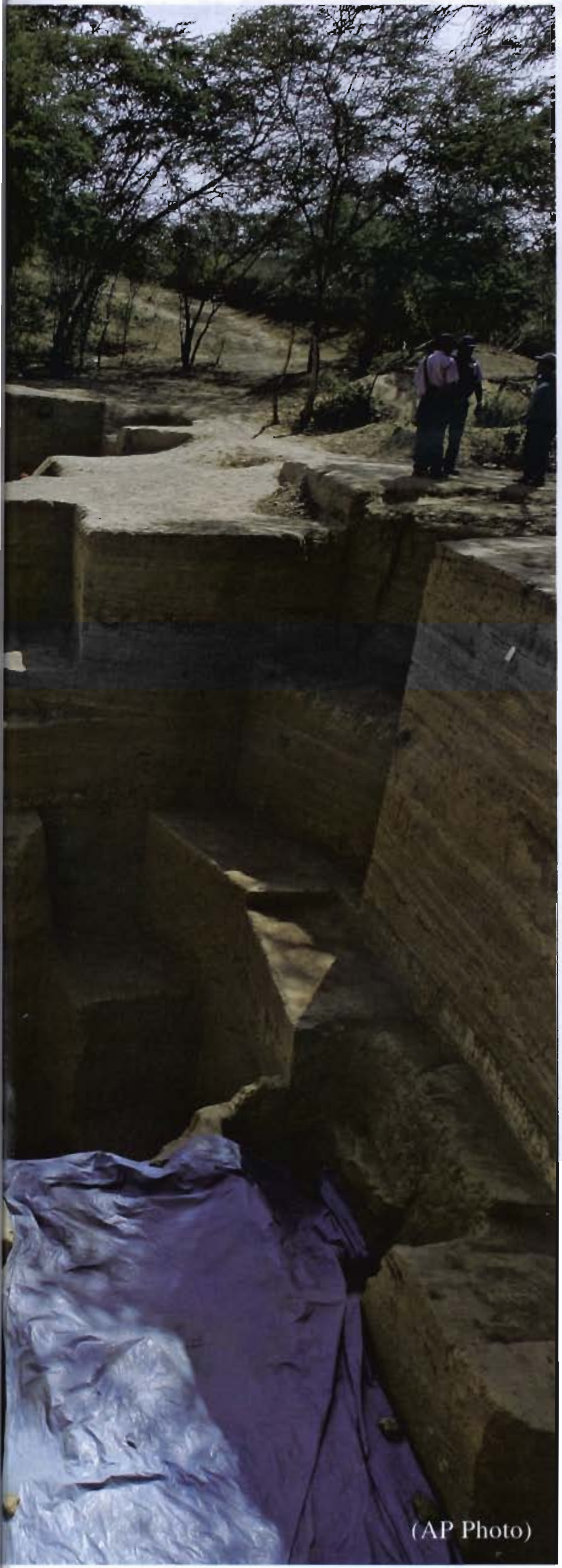
(AP Photo)

عالمی ثقافتی ورثے کے تحفظ کے لئے امریکی پروگرام کے ذریعے دنیا کے ہر براعظم میں قدیم تہذیبوں کے ثقافتی ورثے کو محفوظ بنایا جارہا ہے۔

امریکی سفیر کے فنڈ برائے تحفظِ ثقافت (یوایس ایمبیسیڈرز فنڈ فار کلچرل پریزرویشن) نامی امدادی پروگرام کے ذریعے 2001 سے اب تک 120 ملکوں میں ثقافتی ورثے کے تحفظ کے منصوبوں کے لئے امداددی گئی ہے۔اس فنڈ کا انتظام امریکی محکمہ خارجہ کے تعلیمی اور ثقافتی امور کے بیورو کے پاس ہے۔اب تک اس کے ذریعے 500 سے زائد منصوبوں کے لئے مدد فراہم کی جا چکی ہے،جس کی مجموعی مالیت 13.4 ملین ڈالر سے زیادہ بنتی ہے۔یہ فنڈ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ امریکہ دنیا بھر میں مختلف اقوام کے کلچر کو محفوظ بنانے کو کتنی اہمیت دیتا ہے۔2008 میں اس فنڈ کے ذریعے 60 ملکوں میں مختلف منصوبوں کے لئے مدد دی گئی۔

امریکی سفیر کے فنڈ برائے تحفظِ ثقافت کے پروگرام کوآرڈینیٹر مارٹن پرسچلر کہتے ہیں:''ہم ایسے منصوبوں کے لئے پیش کردہ تجویزوں کا خیرمقدم کرتے ہیں، جو ہمارے مقرر کردہ معیار اور طریقہ کار پر پوری اترتی ہوں۔اس میں دوسری باتوں کے علاوہ اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ جس ثقافتی ورثے کے لئے منصوبہ پیش کیا جارہا ہے،اس کی ثقافتی اہمیت کیا ہے،اس پرفوری توجہ دینا کیوں ضروری ہے اور یہ منصوبہ کس حدتک موثر ثابت ہوگا۔

جن منصوبوں کے لئے امداددی گئی ہے، ان میں تاریخی عمارات کے تحفظ اور بحالی کے لئے ٹیکنیکل مدد، نوادرات جمع کرنے اور انھیں محفوظ رکھنے کے انتظامات، آثار قدیمہ کا تحفظ، روایتی دستکاریوں اورفنون کا ریکارڈ رکھنا،قدیم دستاویزات اور قلمی نسخوں کو باحفاظت ذخیرہ کرنا اور مقامی زبانوں اور رقص و موسیقی کا ریکارڈ رکھنا شامل ہے۔

and the West Bank to receive financial support from the fund in 2009.

Both projects in Pakistan will employ local craftsmen who have worked all their lives constructing and repairing the monuments and are trained in traditional building methods. The work planned for the monuments will address their advanced states of deterioration due to environmental and other factors. Previous AFCP-supported projects in Pakistan have restored other culturally significant shrines, mosques, and public landmarks that are also organic elements of their communities.

Another recent project supported by the Ambassadors Fund was the preservation of a mosque in Gao, Mali. The project helped support preservation of the remaining fragments of a mosque built in 1324 by Emperor Kankou Moussa, following his pilgrimage to Mecca. Designed by an Andalusian architect, the mosque bears witness to the exchange between the Sudan and Mediterranean regions. The project included the construction of a protective shelter, the installation of interpretive site information and publication of a brochure on the history of the site.

"One of the most important impacts of this project was to raise local awareness and pride in Malian cultural heritage," said Stephanie Syptak, a U.S. public affairs officer in Mali.

The Ambassadors Fund also supported preservation of traditional courtyards in northern Togo in 2006. "This project supported the preservation and documentation of ancient floor pavements in the north of Togo," said Perschler. "Courtyards of housing compounds were traditionally paved with pottery shards, creating a mosaic. Samples dating to the 14th century were once found in Nigeria, Benin and Togo. Sites in Togo are the only remaining examples of this tradition, and only a few elderly women hold knowledge of this craft."

One fascinating project from 2007 was the collection and cataloguing of 30 traditional Cambodian folk tales, as part of the Prasat Han Chey Conservation and Restoration Project, in Phnom Penh. The last effort to collect Khmer folk tales took place more than 50 years ago. Most of the current storytellers are more than 90 years old, making the preservation of these fables extremely urgent. Thanks to help from the Ambassadors Fund, the stories will reach a wider audience because they will be published in both English and Khmer.

Two mosques dating from the mid-17th to early 18th centuries on the island of Pemba in Tanzania were restored through a grant from the Ambassadors Fund in 2006. The

سن2009 میں دریائے اردن کے مغربی کنارے کے علاقے سمیت 58 ملکوں میں جن 71 منصوبوں کے لئے مالی امداد دی جائے گی، ان میں پاکستان میں دو صوفی بزرگوں کی زیارت گاہیں شامل ہیں۔ ان میں گجرات میں حافظ محمد حیات کا 12 ویں صدی کا مقبرہ اور

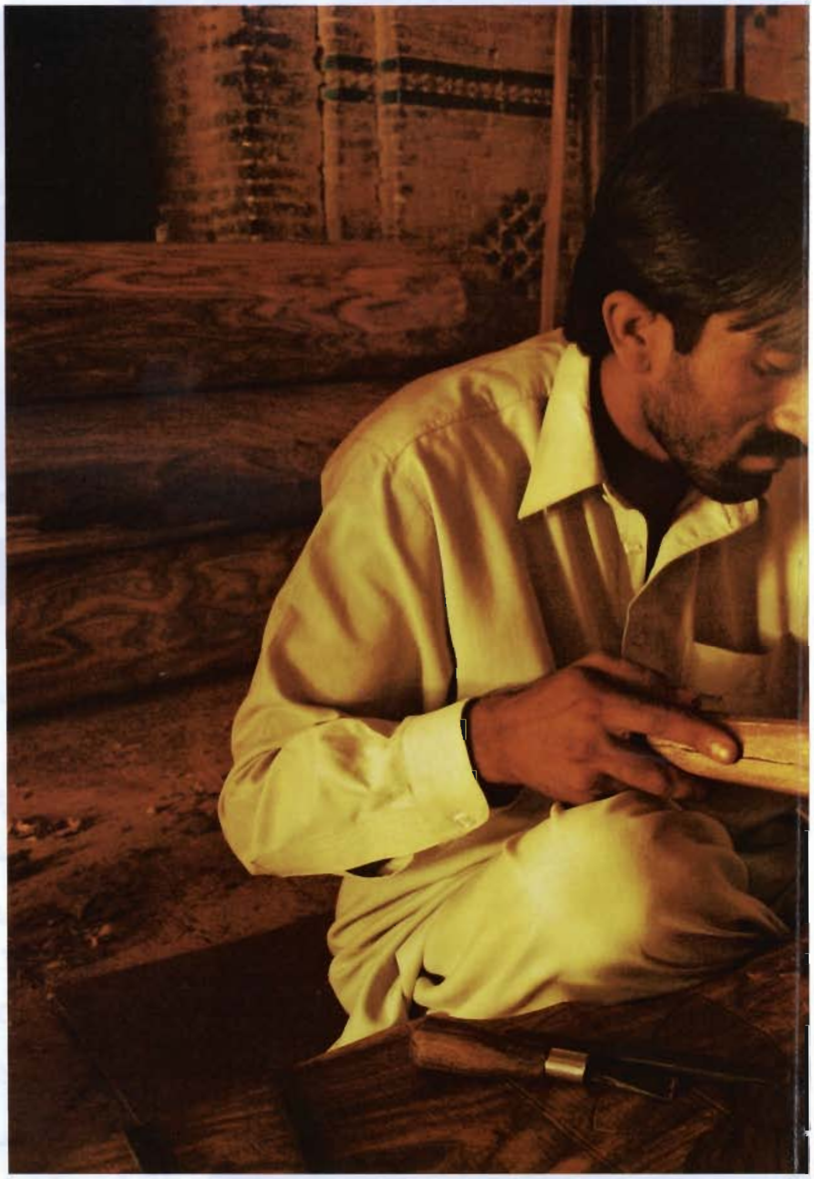

ملتان میں حضرت شاہ شمس تبریز کا 13 ویں صدی کا مقبرہ شامل ہے۔

پاکستان میں ان دونوں منصوبوں کے لئے مقامی ہنرمندوں کی خدمات حاصل کی جائیں گی، جن کی ساری عمر اسی طرح کی عمارتیں تعمیر کرتے اور مرمت کرتے گزری ہے اور جو روایتی طرز تعمیر کی مہارت رکھتے ہیں۔ ان دونوں عمارتوں کو ماحولیاتی آلودگی اور دوسری وجوہات کی بنا پر جو نقصان پہنچ چکا ہے، اس کے ازالے پر خاص توجہ دی جائے گی۔ پاکستان میں اس سے پہلے بھی اے ایف سی پی کی مدد سے ثقافتی اہمیت رکھنے والے کئی مذہبی مقامات، مسجدوں اور دوسری عمارتوں کو بحال کیا گیا ہے، جو اپنے علاقے کی شناخت ہیں۔

mosques contain unique features combining Swahili and Persian architecture, and had fallen into disrepair from the harsh climate and lack of maintenance.

An important archaeological project supported by the Ambassadors Fund was the preservation and exhibition of

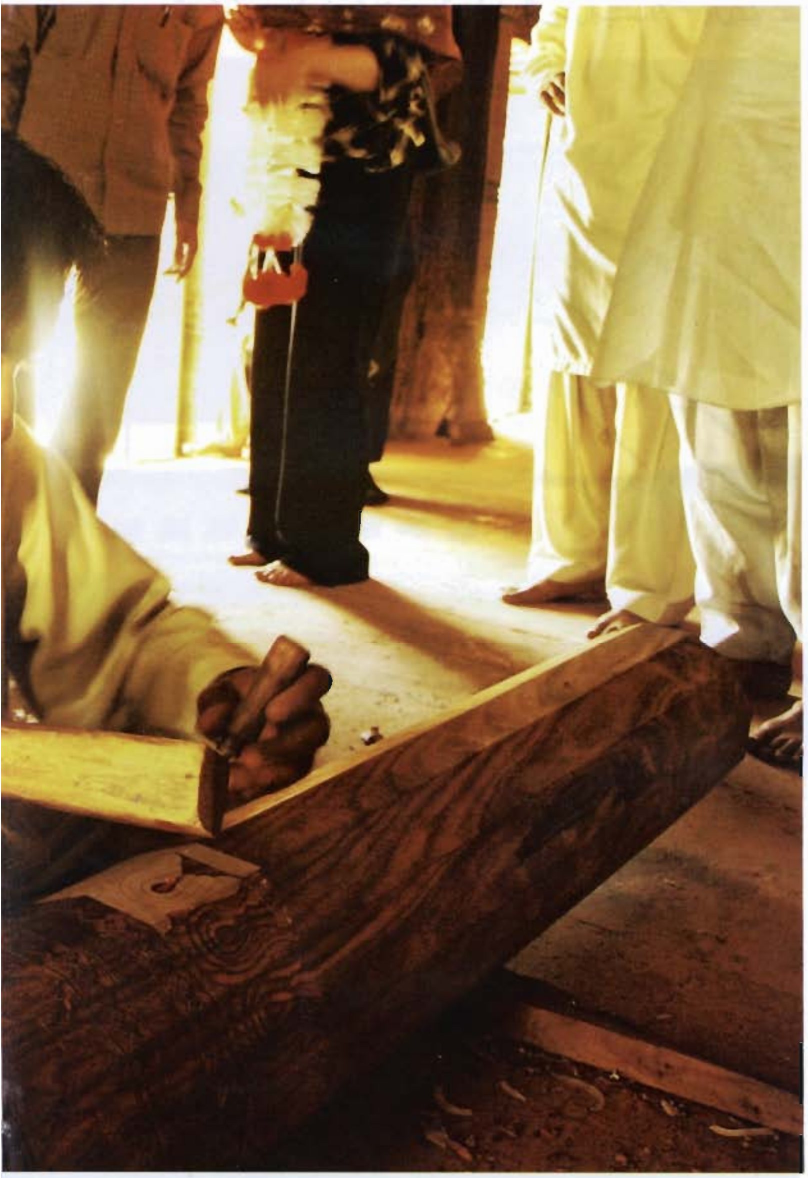

An artisan busy in woodwork at the Shrine of Hazrat Jalal-ud-Din in Uch Sharif.

اُچ شریف میں حضرت جلال الدین کے مزار پر ایک ہنر مند لکڑی کی کندہ کاری میں مصروف ہے۔

امریکی سفیر کے فنڈ برائے تحفظِ ثقافت کے ذریعے حال ہی میں افریقی ملک مالی کے علاقے گاؤ میں ایک قدیم مسجد کے بچے کھچے حصوں کی بحالی کے منصوبے پر عمل کیا گیا ہے۔ یہ مسجد شہنشاہ کنکا وموسیٰ نے حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد 1324 میں تعمیر کرائی تھی۔ اس مسجد کا نقشہ اندلس کے ایک ماہر نے تیار کیا تھا۔ یہ مسجد سوڈان اور بحیرۂ روم کے علاقوں کے ثقافتی امتزاج کی عکاسی کرتی ہے۔ اس کی بحالی کے منصوبے میں ایک حفاظتی ڈھانچے کی تعمیر بھی شامل تھی۔ اس کے علاوہ مسجد کے بارے میں معلومات فراہم کا نظام قائم کیا گیا اور اس کی تاریخ کے بارے میں ایک کتابچہ بھی شائع کیا گیا۔

مالی میں امریکہ کی افسر امورِ عامہ سٹیفنی سائیپٹیک کے بقول ''اس منصوبے کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ مقامی لوگوں کو اپنے ثقافتی ورثے کی اہمیت سے روشناس کرایا جائے، جس پر وہ فخر کر سکیں۔''

اے ایف سی پی فنڈ کے ذریعے 2006 میں شمالی ٹوگو میں حویلیوں میں بنائے جانے والے نقش ونگار کے تحفظ میں مدد دی گئی۔ فنڈ کے رابطہ کار نے بتایا کہ ''اس منصوبے کے ذریعے شمالی ٹوگو میں حویلیوں کے نقش ونگار کے نمونوں کو محفوظ بنانے اور ان کا ریکارڈ رکھنے کا انتظام کیا گیا۔ قدیم زمانے میں حویلیوں کے احاطوں کو مٹی کے ظروف کے ذریعے نقش ونگار بنا کر سجایا جاتا تھا۔ اس کے نمونے ٹوگو کے علاوہ نائیجیریا اور بینن میں بھی ملے تھے، جن کا تعلق 14 ویں صدی سے تھا۔ ٹوگو میں اس کے جو آثار ملے ہیں، وہ اس فن کا واحد نمونہ رہ گئے ہیں اور علاقے کی اکادکا بڑی بوڑھی خواتین ہی اس ہنر کا علم رکھتی ہیں۔''

2007 میں شروع کیا جانے والا ایک نہایت دلچسپ منصوبہ کمبوڈیا کی 30 لوک داستانوں کو جمع کرنا اور ان کی فہرست مرتب کرنا ہے۔ یہ نوم پنہہ میں شروع کردہ پراسٹ ہان چی تحفظ و بحالی کے پروگرام کا حصہ ہے۔ خیمر روج لوک داستانوں کو جمع کرنے کی آخری کوشش 50 سال پہلے کی گئی تھی۔ اِس وقت جو داستان گو موجود ہیں، ان میں زیادہ تر 90 سال سے زیادہ عمر کے بوڑھے ہیں۔ نئی نسل کے داستان گو موجود نہ ہونے کی وجہ سے لوک داستانوں کو محفوظ کرنا اور بھی زیادہ ضروری ہوگیا ہے۔ امریکی سفیر کا فنڈ برائے تحفظِ ثقافت کی بدولت اب یہ داستانیں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ سکیں گی کیونکہ انھیں خیمر زبان کے علاوہ انگریزی زبان میں بھی شائع کیا جائے گا۔

2006 میں امریکی سفیر کا فنڈ برائے تحفظِ ثقافت کی گرانٹ سے تنزانیہ کے جزیرے پیمبا میں دو مسجدوں کی مرمت کی گئی اور انھیں بحال کیا گیا۔ یہ مسجدیں 17 ویں صدی کے وسط سے 18 ویں صدی کے اوائل کے عرصے میں تعمیر کی گئی تھیں۔ ان مسجدوں میں سواحلی اور ایرانی طرزِ تعمیر کی خصوصیات موجود ہیں، جو شدید موسمی اثرات اور عدم توجہی کے باعث خستہ حال ہو چکی تھیں۔

آ ثارقدیمہ کی بحالی کا ایک اہم منصوبہ چین میں بھی شروع کیا گیا۔امریکی سفیر کے فنڈ برائے تحفظِ ثقافت کی مدد سے ایک عبادت گاہ ہپو ٹیمپل (جس کا تعلق دوسری صدی قبل مسیح سے دوسری صدی عیسوی کے زمانے سے ہے) کے نوادرات کو محفوظ کیا گیا اوران کی نمائش کا انتظام کیا گیا۔امریکی سفیر کے فنڈ برائے تحفظِ ثقافت چین میں اب تک 9 منصوبوں کے لئے

مدد دے چکا ہے۔ ہان خاندان کے دور سے تعلق رکھنے والے ہپو مقبرے صوبہ گوانکسی میں ہیں۔ان مقبروں کے نوادرات کو نہ صرف بحال کیا گیا بلکہ ان کی لُوٹ مار روکنے کے لئے بھی انتظامات کئے گئے۔ ہپو 111 قبل مسیح میں ایک مرکزی شہر کی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ یہ قدیم ساحلی شہر، سمندری شاہراہ ریشم پر ایک مرکزی مقام پر واقع تھا، جس کی بدولت جنوبی چین سے لے کر ویت نام اوراس سے آ گے تک کے علاقوں میں سمندری تجارت کو فروغ حاصل ہوا۔

artifacts from the Hepu Temple (circa 200 B.C.-A.D. 200) in China. So far, the Ambassadors Fund has helped support nine projects in China. The Hepu Tombs, from the Han Dynasty, are in Guangxi province. Not only were the artifacts preserved, but the fund helped provide assistance with site protection to prevent looting. Hepu became an urban center in 111 B.C. This ancient port city was a key link on the so-called Silk Road of the Sea, which enabled maritime trade to flourish along the coastal areas of South China, reaching to Vietnam and beyond.

In 2005, the Ambassadors Fund helped restore and preserve precious historic architecture in Turkmenistan. The Ak-Sray-Ding Tower is located in the northern Turkmenistan town of Kunya Urgench and has become an important Sunni Muslim pilgrimage site. Located near the tower is a saints' cemetery, where Turkmen say that God receives their prayers.

According to Turkmen legend, the tower represents the gift of a rich man to his daughter, who died as a young woman. Legend says that the daughter appeared to her father in a dream, asking him to build her a kejebe, or saddle with a canopy, which is traditionally placed atop a bride's camel during Turkmen wedding processions. Her father built the tower, which resembles a kejebe, over her grave.

During the 1950s, however, the Khorezm Expedition inspected the site and determined that it could be the top of a watchtower for a long-buried city. The tower is located in Dashoguz, the northernmost region of Turkmenistan. Although Russian architects included the tower in a listing of unique historical building sites in 1947, archaeologists never researched the site properly until the Ambassadors Fund offered help. The tower probably dates from A.D. 11-12.

The Ambassadors Fund was established by Congress in 2001 to assist countries in preserving their cultural heritage. U.S. ambassadors from eligible countries submit proposals for an annual competition. Organizations interested in the program may contact the public affairs section of the U.S. Embassy in eligible countries. Proposals are submitted in the fall, and the awards are granted in the spring, said Perschler.

The AFCP also has helped to reinforce each participating nation's cultural identity and strengthen community solidarity. Through a wide range of cultural preservation projects, the Ambassadors Fund promotes cooperation with other countries, reducing the threat of pillage of irreplaceable cultural artifacts and developing educational initiatives as well as long-term strategies for preserving cultural property.

Han Dynasty tomb

ہن خاندان کا مقبرہ

2005 میں امریکی سفیر کے فنڈ برائے تحفظِ ثقافت نے ترکمانستان میں ایک تاریخی مینار کی مرمت اور بحالی میں مدد دی۔ اک سرے ڈنگ نامی یہ مینار شمالی ترکمانستان کے شہر قونیہ ارگینچ میں واقع ہے، جو سُنی مسلمانوں کی ایک بڑی زیارت گاہ ہے۔ اس مینار کے قریب صوفیا کرام کا قبرستان ہے، جس کے بارے میں ترکمان لوگ کہتے ہیں کہ یہاں ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ترکمان روایت کے مطابق یہ مینار ایک امیر آدمی کی طرف سے اُس کی بیٹی کو دیا جانے والا تحفہ ہے، جو جوانی میں فوت ہوگئی تھی۔ روایت کے مطابق یہ لڑکی خواب میں اپنے والد کو نظر آئی اور اس سے کہا کہ میری قبر پر کجیب (سائبان) تعمیر کیا جائے۔ کجیب ترکمانستان میں شادی کے جلوس میں دلہن کے اونٹ کے اوپر رکھا جانے والا ایک قسم کا سائبان ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے والد نے اس کی قبر پر مینار تعمیر کرایا، جو اس کی بیٹی کی قبر پر ایک کجیب کی علامت ہے۔

1950 کے عشرے میں ایک تحقیقی مہم کے تحت مینار کی جگہ کا معائنہ کیا گیا تھا اور ماہرین نے اندازہ لگایا تھا کہ یہ مینار دراصل کسی قدیم شہر کا دیدبان یا پہرہ داری کا مینار تھا۔ یہ مینار ترکمانستان کے انتہائی شمالی علاقے داشوگز میں واقع ہے۔ اگرچہ روسی ماہرین تعمیرات نے اس مینار کو 1947 میں نادر تاریخی عمارات کی فہرست میں شامل کرلیا تھا تاہم اس کے بارے میں مناسب طور پر تحقیق نہیں کی گئی تھی۔ امریکی سفیر کے فنڈ برائے تحفظِ ثقافت کی مدد سے اس پر جو تحقیق ہوئی ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مینار غالباً 12-11 سن عیسوی سے تعلق رکھتا ہے۔

امریکی سفیر کے فنڈ برائے تحفظ ثقافت کا نگریس نے 2001 میں قائم کیا تھا۔ اس کا مقصد مختلف ملکوں کو اپنے ثقافتی ورثے کی حفاظت میں مدد دینا ہے۔ جن ملکوں میں اس فنڈ کے استعمال کی ضرورت ہوتی ہے، وہاں تعینات امریکی سفیر فنڈ انتظامیہ کو اپنی تجاویز بھیجتے ہیں، جن میں سے سالانہ مقابلے کی بنیاد پر انتخاب کیا جاتا ہے۔ یہ تجاویز موسم خزاں میں پیش کی جاتی ہیں اور موسم بہار میں ان کے بارے میں فیصلوں کا اعلان ہوتا ہے۔ اس پروگرام میں حصہ لینے کی خواہشمند تنظیمیں متعلقہ ملکوں میں امریکی سفارت خانے کے شعبہ امور عامہ سے رابطہ کر سکتی ہیں۔

امریکی سفیر کے فنڈ برائے تحفظ ثقافت مختلف ملکوں کے ثقافتی تشخص کے تحفظ اور یکجہتی بڑھانے میں بھی مدد دیتا ہے۔ ثقافتی تحفظ کے بہت سے منصوبوں کے ذریعے یہ فنڈ دوسرے ملکوں سے تعاون کو فروغ دے رہا ہے۔ فنڈ قیمتی تاریخی نوادرات کی لوٹ مار اور ان کو تباہ ہونے سے بچانے میں بھی مدد دیتا ہے اور ثقافتی ورثے کے تحفظ کے لئے طویل المیعاد تعلیمی پروگرام اور حکمت عملی وضع کرنے میں بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

The U.S. Ambassador's Fund for Cultural Preservation
Pakistan Projects

امریکی سفیر کا ثقافتی ورثہ کے تحفظ کا فنڈ
پاکستانی منصوبے

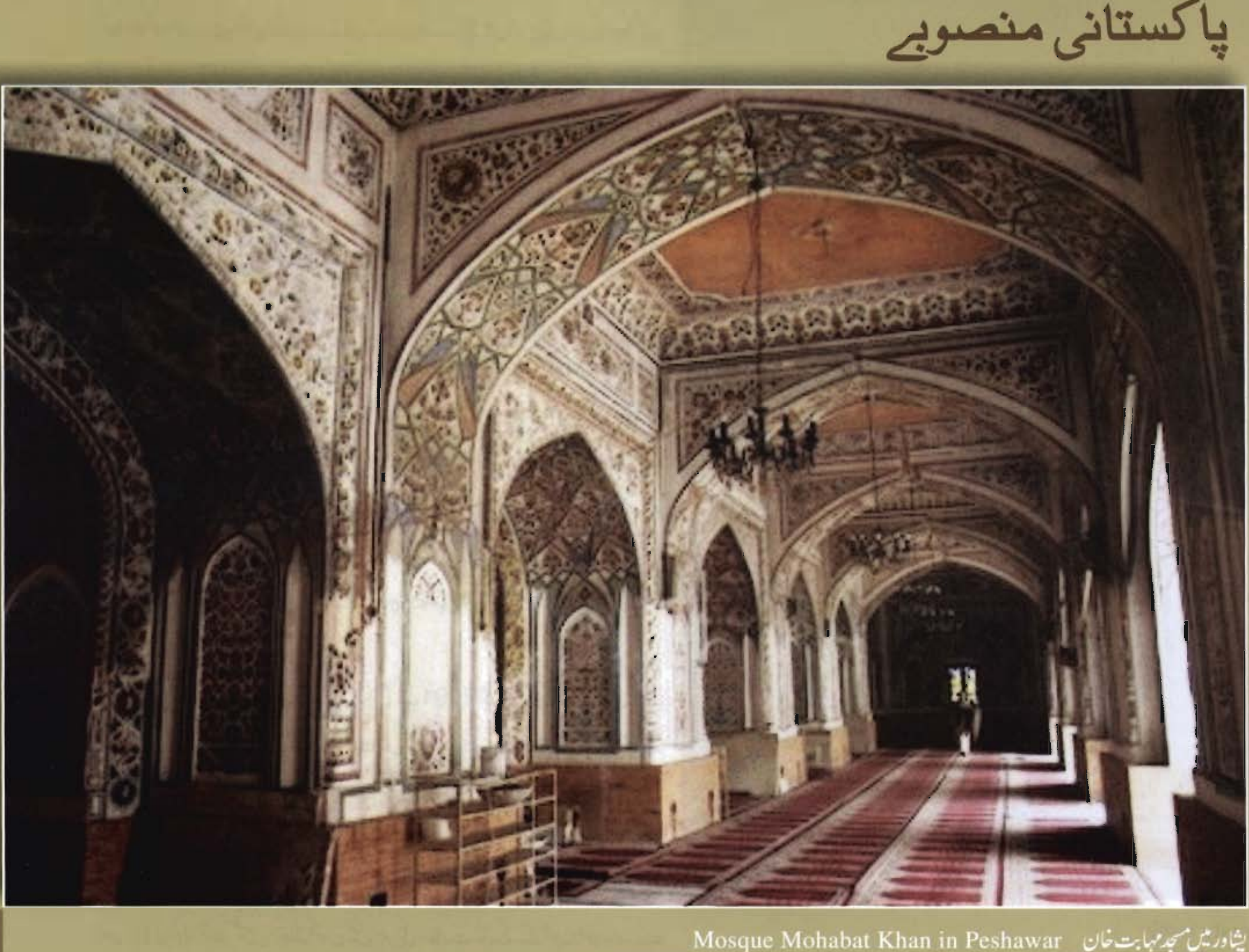

Mosque Mohabat Khan in Peshawar پشاور میں مسجد مہابت خان

Since its inception, the U.S. Ambassador's Fund for Cultural Preservation has built one of its most impressive and wide-ranging programs in Pakistan. Beginning in 2001 with a project to restore and conserve the stone foundations of Sirkap, the U.S. Embassy in Islamabad has worked with partners in the Pakistani federal and provincial governments on twelve projects throughout the country that cover all eras of the cultural history of the land that today comprises Pakistan – especially the Gandharan and Mughal eras of Pakistan's history.

امریکی سفیر کے فنڈ برائے تحفظ ثقافت نے اپنے قیام کے بعد سے پاکستان میں نہایت شاندار اور دوررس نتائج کے حامل منصوبوں پر عمل کیا ہے۔اس کا آغاز 2001 میں سرکپ کے آثارِ قدیمہ کی بنیادوں کو مضبوط اور محفوظ بنانے کے منصوبے سے کیا گیا۔اسلام آباد میں امریکی سفارت خانہ پاکستان کے وفاقی اور صوبائی حکام کے ساتھ مل کر ملک بھر میں 12 منصوبوں کے لئے کام کر رہا ہے، جن کا تعلق پاکستان کے علاقے کی ثقافتی تاریخ کے تمام ادوار خصوصاً گندھارا اور مغلیہ دور سے ہے۔

The Ambassadors Fund is a key element of an important and growing partnership in the U.S.-Pakistan strategic partnership. The U.S. Embassy and its consulates have established partnerships with the Peshawar Museum, Lahore, and Taxila museums with the goal of building direct linkages with American counterparts.

The U.S. Embassy and its partners in the Pakistani government and private sector will be looking to extend these initiatives in new directions as part of the growing strategic relationship between the United States and Pakistan. As this partnership grows, the Fund will continue to serve to anchor our cultural relationship.

امریکی سفیر کے فنڈ برائے تحفظ ثقافت پاکستان اور امریکہ کے بڑھتے ہوئے وسیع البنیاد تعلقات میں ایک اہم عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔ امریکی سفارت خانے اور اس کے قونصل خانوں نے پشاور، ٹیکسلا اور لاہور کے عجائب گھروں سے شراکت داری قائم کر رکھی ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ ان کا براہ راست رابطہ امریکی عجائب گھروں سے قائم کیا جائے۔

امریکی سفارت خانہ اور حکومت پاکستان اور پاکستان کے نجی شعبہ کی کوشش ہے کہ دونوں ملکوں کے وسیع البنیاد تعلقات کے تحت اس طرح کے پروگراموں کو مزید وسعت دی جائے۔ جوں جوں یہ شراکت داری بڑھے گی، امریکی سفیر کے فنڈ برائے تحفظ ثقافت ثقافتی شراکت داری میں ایک معاون کا کردار ادا کرتا رہے گا۔

Jinnan Wali Dheri in Taxila ٹیکسلا میں جناں والی ڈھیری

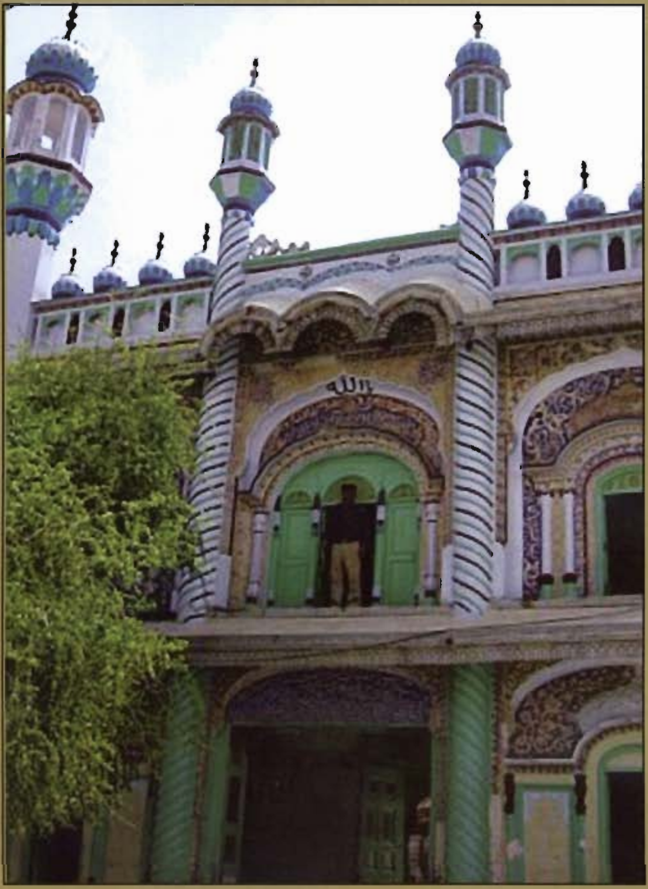

Shrine of Hazrat Sakhi Sarwar in Dera Ghazi Khan

ڈیرہ غازی خان میں حضرت سخی سرور کا مزار

محکمہ آثارِ قدیمہ و عجائب گھر، ٹیکسلا اور دوسرے اداروں کے اشتراک سے ایمبیسڈرز فنڈ کے ذریعے شروع کئے جانے والے منصوبے:

In addition to the $50,000 restoration of the 13th-Century Sufi Shrine of Hazrat Shah Shams Tabraiz - Multan, in partnership with the Department of Archaeology & Museum, Taxila.

ملتان میں 50,000 ڈالر کی لاگت سے 13 ویں صدی کے صوفی بزرگ حضرت شاہ شمس تبریز کے مزار کی مرمت و بحالی۔

Restoration of the 12th-Century Tomb and Baradari of the Sufi Saint Hafiz Muhammad Hayat - Gujrat, $46,900, in partnership with the Department of Archaeology & Museum, Taxila.

محکمہ آثارِ قدیمہ و عجائب گھر، ٹیکسلا کے اشتراک سے 46,900 ڈالر کی لاگت سے گجرات میں صوفی بزرگ حافظ محمد حیات کے 12 ویں صدی کے مقبرے اور بارہ دری کی مرمت و بحالی۔

An additional award for completion of Conservation and Restoration of the Jinan Wali Dheri, a 4th-5th Century Buddhist Monastery in Taxila, Punjab, $41,000, in partnership with the Department of Archaeology & Museum, Taxila.

محکمہ آثارِ قدیمہ و عجائب گھر، ٹیکسلا کے اشتراک سے 41,000 ڈالر کی اضافی رقم کی فراہمی سے ٹیکسلا، پنجاب میں چوتھی، پانچویں صدی کی بودھ خانقاہ جناں والی ڈھیری کی بحالی اور تحفظ کے کام کی تکمیل۔

Preservation of the Shrine of Hazrat Sakhi Sarwar at Dera Ghazi Khan - Lahore, $49,996, in partnership with Religious Affairs and Auqaf Department, Aiwan Auqaf, Lahore.

محکمہ مذہبی امور و اوقاف، ایوانِ اوقاف، لاہور کے اشتراک سے 49,996 ڈالر کی لاگت سے ڈیرہ غازی خان میں حضرت سخی سرور کے مزار کی مرمت و بحالی۔

Preservation of Medieval Arabic and Persian manuscripts at the Pashto Academy of the University of Peshawar, NWFP, $45,270.

پشاور میں 45,270 ڈالر کی لاگت سے پشتو اکیڈیمی میں قرونِ وسطیٰ کے عربی اور فارسی مخطوطات کا تحفظ۔

Conservation of the shrine of Hazrat Jalaluddin Bukhari, Uch Sharif - Peshawar, $45,270 in partnership with with Religious Affairs and Auqaf Department, Aiwan Auqaf, Lahore.

محکمہ مذہبی امور و اوقاف، ایوانِ اوقاف، لاہور کے اشتراک سے 45,270 ڈالر کی لاگت سے اُچ شریف میں حضرت جلال الدین بخاری کے مزار کی مرمت و بحالی۔

Conservation and Preservation of Alamagiri Gate – Lahore Fort, $31,843, in partnership with the Directorate General of Archaeology, Information, Culture and Youth Affairs Department, Government of the Punjab.

ڈائریکٹر جنرل آثارِ قدیمہ، اطلاعات، ثقافت و امورنوجواناں، حکومت پنجاب کے اشتراک سے 31,843 ڈالر کی لاگت سے لاہور میں عالمگیری دروازہ کی مرمت و بحالی۔

Conservation and Preservation of Gor Khatri – Peshawar, $34,999, in partnership with the Peshawar Museum.

پشاور میوزیم کے اشتراک سے 34,999 ڈالر کی لاگت سے پشاور میں گورکھتری کی بحالی اور تحفظ۔

Conservation and Restoration of – Jinan Wali Dheri- a 4th-5th Century Buddhist Monastery - Taxila, Punjab, $32,887, in partnership with the Department of Archaeology & Museum, Taxila.

محکمہ آثارقدیمہ و میوزیم، ٹیکسلا کے اشتراک سے 32,887 ڈالر کی لاگت سے ٹیکسلا میں چوتھی، پانچویں صدی کی بودھ خانقاہ جناں والی ڈھیری کی بحالی اور تحفظ۔

Conservation and Restoration of the Artisan Bazar in the southern part of Masjid Wazir Khan - Lahore, $31,015, in partnership with the Directorate General of Archaeology, Shahrahe Quaid-e-Azam.

ڈائریکٹوریٹ جنرل آثارِقدیمہ، شاہراہِ قائدِ اعظم کے اشتراک سے 31,015 ڈالر کی لاگت سے لاہور میں مسجد وزیر خان کے جنوبی حصے میں بازار کاریگراں کی بحالی۔

Documentation, Conservation and Illumination of Man Singh Haveli, Rohtas Fort, $28,070, in partnership with the Himalayan Wildlife Foundation.

ہمالیہ وائلڈ لائف فاؤنڈیشن، امریکہ کے اشتراک سے 28,070 ڈالر کی لاگت سے حویلی مان سنگھ، قلعہ رہتاس کی بحالی، تحفظ، روشنی کا انتظام اور ریکارڈ کی تیاری۔

Conservation and restoration of a historical mosque "Mohabbat Khan" - Peshawar. $14,446, in partnership with the Auqaf Department, Government of the NWFP.

محکمہ اوقاف، حکومت سرحد کے اشتراک سے 14,446 ڈالر کی لاگت سے پشاور میں تاریخی مسجد مہابت خان کی مرمت و بحالی۔

Conservation and restoration of Sirkap site - Taxila, $18,033, in partnership with the Department of Museums & Archeology.

محکمہ عجائب خانہ جات و آثارقدیمہ کے اشتراک سے 18,033 ڈالر کی لاگت سے ٹیکسلا میں سرکپ کے آثارِقدیمہ کی بحالی اور تحفظ۔

Alamgiri Gate, Lahore Fort

لاہور کے قلعہ کا عالمگیری دروازہ

President Obama congratulates Muslims around the world

صدر اوبامہ کی جانب سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو

عید الفطر

کی مبارکباد

(AP Photo)

"As Muslims in the United States and around the world complete the month of Ramadan and celebrate Eid-ul-Fitr, Michelle and I would like to extend our personal greetings on this joyous occasion. Eid is a time to celebrate the completion of 30 days and nights of devotion. But even on this festive occasion, Muslims remember those less fortunate, including those impacted by poverty, hunger, conflict, and disease. Throughout the month, Muslim communities collect and distribute zakat-ul-fitr so that all Muslims are able to participate in this day of celebration. As I said in Cairo, my Administration is working to ensure that Muslims are able to fulfill their charitable obligations not just during Ramadan, but throughout the year. On behalf of the American people, we congratulate Muslims in the United States and around the world on this blessed day. Eid Mubarak."

Barak Obama

اس پُرمسرت موقع پر، جب کہ امریکہ اور دنیا بھر میں رہنے والے مسلمان رمضان المبارک کا مہینہ مکمل کرنے کے بعد عید الفطر منا رہے ہیں، میں اپنی طرف سے اور اپنی اہلیہ مشل کی طرف سے ذاتی طور پر تمام مسلمانوں کو عید کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ عید الفطر 30 دن اور رات عبادت و ریاضت میں گزارنے کی تکمیل کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔ اس پُرمسرت موقع پر مسلمان اپنے اُن بھائیوں کو بھی یاد رکھتے ہیں، جو زیادہ خوش قسمت نہیں ہوتے اور جو غربت وافلاس، جنگ وجدال اور بیماریوں کی وجہ سے مسائل کا شکار ہوتے ہیں۔ اس مہینے کے دوران مسلمان زکوٰۃ وفطرانہ جمع کر کے مستحقین میں تقسیم کرتے ہیں تا کہ تمام مسلمان عید کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں۔ جیسا کہ میں نے قاہرہ میں کہا تھا میری انتظامیہ اس بات کو یقینی بنانا چاہتی ہے کہ مسلمان نہ صرف رمضان المبارک میں بلکہ پورا سال خیراتی کاموں کا اپنا فریضہ ادا کرتے رہیں۔ ہم امریکی عوام کی طرف سے امریکہ میں اور دنیا بھر میں رہنے والے مسلمانوں کو خوشی کے اس موقع پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ عید مبارک!

باراك اوباما

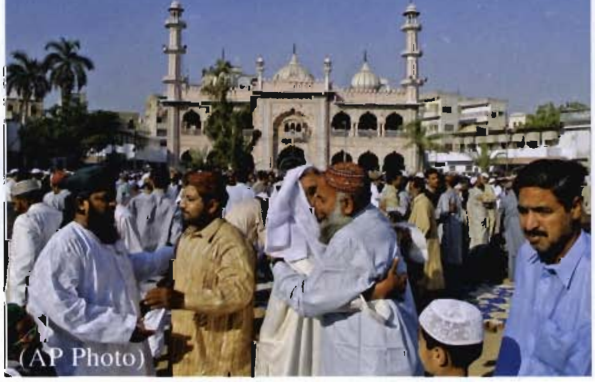

(AP Photo)

Pakistani Muslims share Eid greeting after Eid Al-Fitr prayer at a mosque in Karachi

پاکستانی مسلمان کراچی کی ایک مسجد میں عید کی نماز کی ادائیگی کے بعد گلے مل رہے ہیں

Members of the Muslim faith listen sermon at Bushnell Park in Hartford, CT

ہارٹ فورڈ، کنیکٹی کٹ میں مسلمان بشنیل پارک میں خطاب سن رہے ہیں

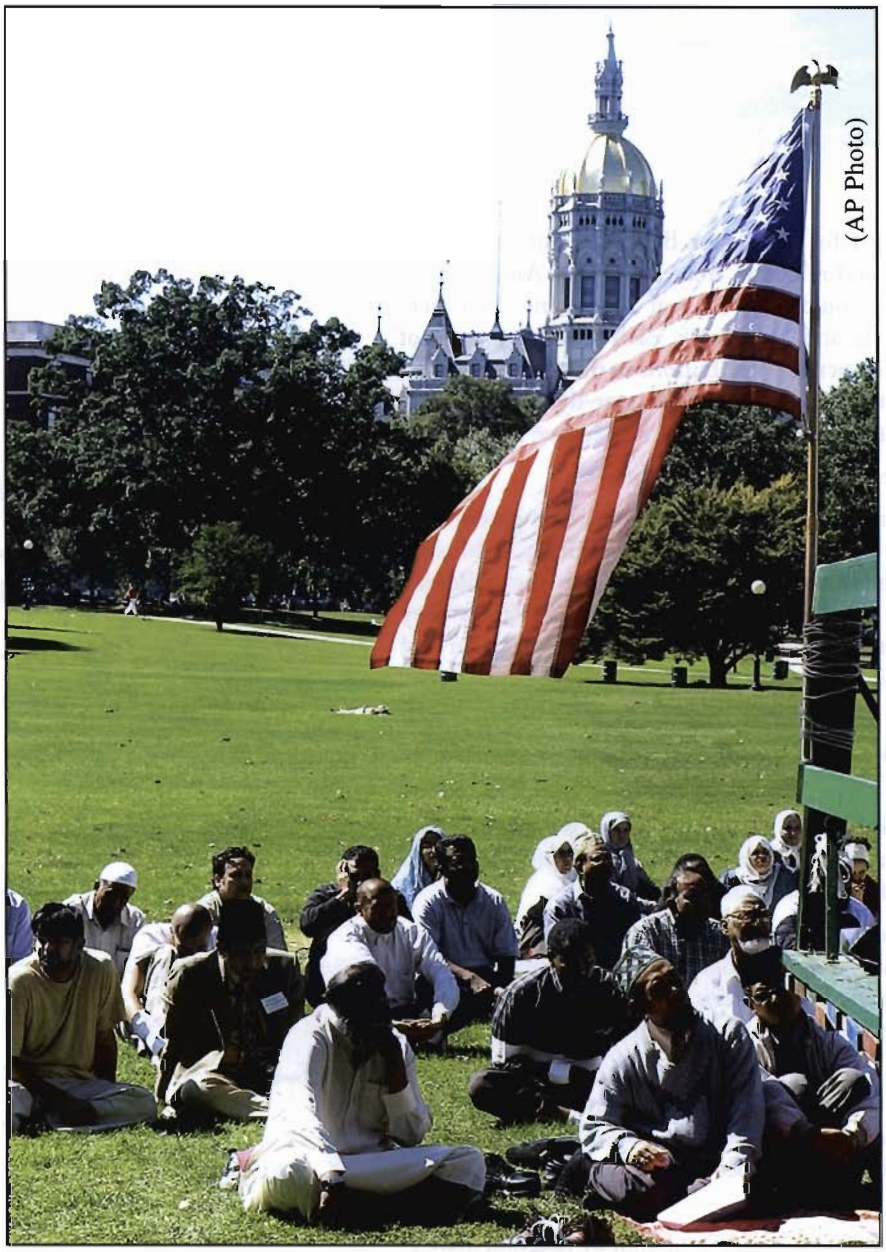

(AP Photo)

Being Muslim in America

امریکہ میں بحیثیت ایک مسلمان

Immigrants have come to America from every corner of the globe. Some sought to escape an old way of life, and others the shackles of custom, poverty, or simple lack of opportunity. They came largely from Europe in the 19th century and from the rest of the world in the 20th and 21st.

They arrived with hope, and often little else.

Their initial reception was frequently mixed. These new Americans

دنیا بھر سے لوگ امریکہ آ کر آباد ہوئے ہیں۔ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے، جو پُرانے طرز زندگی سے فرار حاصل کرنا چاہتے تھے اور بعض ایسے بھی تھے، جو رسم و رواج اور غربت کے شکنجے یا مواقع کی کمی سے نجات حاصل کرنا چاہتے تھے۔اُنیسویں صدی میں اس طرح کے زیادہ تر لوگ یورپ سے اور 20 ویں اور 21 ویں صدی میں باقی دنیا سے امریکہ آئے ہیں۔

اکثر صورتوں میں اُن لوگوں کے پاس آس اور امید کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

found a vast new land hungry for their labor. But some, unfamiliar with these newcomers' customs and religions, treated the new Americans as outsiders and believed they could never be real Americans. They were wrong. With freedom, faith, and hard work, each successive wave of immigrants has added its distinctive contributions to the American story, enriched our society and culture, and shaped the ever-dynamic, always-evolving meaning of the single word that binds us together: American.

And today, this story is the Muslim-American story too.

Consider two sisters, Assia and Iman Boundaoui. Their parents are from Algeria, and the girls were raised near Chicago, Illinois, as Muslim Americans. Assia and Imam grew up watching both the children's Nickelodeon station and the news channel Al Jazeera. When they got takeout food, they sometimes chose Kentucky Fried Chicken and sometimes their favorite falafel restaurant.

"In America, we would say we're Muslim first, because that's what makes us different, I guess," Assia, age 20, said. "But in another country, we would say we're American."

Their story is both remarkable and not so, for there is nothing more American than new generations – from kaleidoscopic combinations of ethnicity and religion – defining themselves as Americans.

"America has always been the promised land for Muslims and non-Muslims," observes Iranian-American Behzad Yaghmaian, author of Embracing the Infidel: Stories of Muslim Migrants on the Journey West. "They still come here because the United States offers what they're missing at home," she said.

The tales of Muslim Americans track a familiar arc, but individually they add immeasurably to the vibrant diversity of a nation founded not on common ancestry, but on the shared values of freedom, opportunity, and equal rights for all.

Because the United States does not track population by religion, there is no authoritative count of its Muslim population. Estimates range widely, from 2 million to 7 million or more. Of that number, approximately 34 percent are of Pakistani or South Asian origin and 26 percent are Arab.

For Pakistani immigrant Nur Fatima, freedom instead means that after moving to an area of Brooklyn, New York, known as Little Pakistan, she could choose to remove her head scarf, reveling in the fact that Americans generally regard these social and religious choices as private matters. "This is a land of opportunity, there is equality for everyone," Fatima said. "I came to the United States because I want to improve myself. This is a second birth for me."

Today, in a thousand different circumstances, Americans of Islamic faith embrace their heritage as a crucial part of a self-fashioned identity in which they choose from among all the possibilities of freedom that this land bestows upon all its citizens. As they explore the possibilities, they discover that they, too, have become Americans.

With growing numbers, confidence, and organization, Muslim Americans contribute in every field, from business and scholarship to sports and the arts. Their stories range from Pakistan-born Samiul Haque Noor, whose spicy halal dishes earned him the 2006 award for best food street vendor in New York City, to Dr. Elias Zerhouni, from Algeria, head of the

شروع شروع میں ان لوگوں کی آمد پر اکثر ملے جلے ردعمل کا اظہار کیا گیا۔ نئے آنے والے امریکیوں کو ایسی وسیع وعریض زمین مل گئی، جو اُن کی محنت ومشقت کی منتظر تھی۔ تاہم بعض لوگ، جو اِن نَو واردوں کے رسم ورواج اور عقائد سے ناواقف تھے، انھیں مداخلت کار سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ یہ لوگ کبھی حقیقی امریکی نہیں بن سکیں گے۔ ان کی یہ سوچ غلط تھی۔ تارکین وطن کی ہر نئی لہر نے مذہبی آزادی کی فضا میں محنت ومشقت کے ساتھ امریکی تاریخ کی عظمت میں اضافہ کیا ہے۔ انھوں نے ہمارے معاشرے اور ثقافت کو متمول بنایا ہے اور لفظ ''امریکی'' کو، جو ہم سب کو یکجا کرتا ہے، نئے معنی اور نئی شکل وصورت دی ہے۔

آج کی یہ کہانی 'مسلم امریکیوں کی کہانی' ہے۔

دو بہنوں آسیہ اور ایمان بانڈوئی کا معاملہ لیجئے۔ ان کے والدین الجزائر سے آئے تھے، جبکہ ان دونوں بہنوں نے الی نوئے، شکاگو کے قریب مسلم امریکیوں کی حیثیت سے پرورش پائی ہے۔ آسیہ اور ایمان بچپن سے بچوں کا اسٹیشن 'نکل اوڈین' اور نیوز چینل 'الجزیرہ' کے پروگرام سنتی چلی آ رہی ہیں۔ جب ان کا کسی ریستوران سے کھانے کا پروگرام ہوتا ہے تو وہ کبھی کنٹکی فرائیڈ چکن (کے ایف سی) اور کبھی اپنے پسندیدہ فیلافیل ریستوران کا انتخاب کرتی ہیں۔

20 سالہ آسیہ کہتی ہیں: ''امریکہ میں ہم کہیں گے 'ہم پہلے مسلمان ہیں' کیونکہ میرا خیال ہے یہی چیز ہمیں مختلف بناتی ہے، تاہم کسی دوسرے ملک میں ہم کہیں گے 'ہم امریکی ہیں'۔

ان بہنوں کی کہانی قابل ذکر ہے بھی اور نہیں بھی، اس لئے کہ نسل اور عقیدے کے فرق کے باوجود نئی نسل سے بڑھ کر کوئی بڑا امریکی نہیں۔

Embracing the Infidel: Stories of Muslim Migrants on the Journey West نامی کتاب کی مصنفہ ایرانی نژاد امریکی بہزاد یغمایان نیویارک ٹائمز کو انٹرویو دیتے ہوئے کہتی ہیں: '' امریکہ مسلمانوں اور غیر مسلموں سب کیلئے کشش رکھتا ہے۔ یہ تمام لوگ اس لئے امریکہ آتے ہیں کہ انھیں یہاں وہ سب کچھ مل جاتا ہے، جس سے وہ محروم ہوتے ہیں۔''

مسلم امریکیوں کی کہانیوں میں مشابہت پائی جاتی ہے، لیکن انفرادی طور پر یہ مسلم اُس متحرک قوم کے تنوع میں گراں قدر اضافہ کرتے ہیں، جس کی بنیاد مشترکہ آباؤ واجداد نہیں، ملکہ آزادی، مواقع اور مساوی حقوق کی مشترکہ اقدار ہیں۔

چونکہ امریکہ اپنی آبادی کا شمار مذہب کی بنیاد پر نہیں کرتا، اس لئے یہاں مسلمانوں کی تعداد کے بارے میں مستند اعداد وشمار دستیاب نہیں۔ اس تعداد کے بارے میں جو عمومی اندازے لگائے جاتے ہیں، وہ 2 ملین سے لے کر 7 ملین تک بلکہ اس سے بھی زیادہ کے ہیں۔ ان مسلمانوں میں سے اندازاً 34 فیصد کا تعلق پاکستان یا جنوبی ایشیا کے دوسرے علاقوں سے ہے جبکہ 26 فیصد عرب ہیں۔

National Institutes of Health from 2002 to 2008; from Newsweek commentator and editor Fareed Zakaria, to actor and hip-hop artist Mos Def; from professional basketball star Dikembe Mutombo, to Representative Keith Ellison of Minnesota, the first Muslim member of the U.S. Congress. A new generation of Muslim Americans also enriches American medicine, science, and literature.

Nur Fatima celebrated her new-found freedom in a New York Pakistani community where, a few years earlier, fear was high and both businesses and schools closed in the wake of the September 11 attacks.. By the time Fatima arrived, Little Pakistan had recovered under the leadership of local businessman Moe Razvi, who helped start English and computer classes, opened a community center, and encouraged community leaders to meet and improve relations with federal authorities.

(AP Photo)

"The annual Pakistan Independence Day parade is awash in American flags," she said. "It is a transformation seen in Muslim immigrant communities around the nation."

This article is excerpted from book Being Muslim in America, *published by the Bureau of International Information Programs*

ایک پاکستانی نژادامریکی نور فاطمہ آزادی کا مطلب بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ بروکلن، نیویارک کے علاقے میں آنے کے بعد، جسے چھوٹا پاکستان بھی کہتے ہیں، مَیں اپنے سَر سے اسکارف اتار سکتی ہوں، کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ امریکی لوگ عام طور پر اس طرح کے مذہبی معاملات کو لوگوں کے ذاتی معاملات سمجھتے ہیں۔ ''امریکہ مواقع کی سرزمین ہے۔ یہاں سب لوگ برابر ہیں۔ میں اس لئے امریکہ آئی ہوں کہ میں اپنے آپ میں بہتری لانا چاہتی ہوں۔ یہاں آ کر میں نے گویا دوسرا جنم لیا ہے۔''

آج بے شمار مختلف طریقوں سے اسلامی عقیدہ رکھنے والے امریکی اپنے ورثہ کو اپنی شناخت کا اہم حصہ سمجھتے ہیں اور آزادی کے تمام امکانات میں سے اپنی پسند کا انتخاب کرتے ہیں، جو یہ سرزمین اپنے شہریوں کو عطا کرتی ہے۔ جوں جوں وہ مواقع تلاش کرتے ہیں، انھیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود بھی امریکی بن چکے ہیں۔

مسلمان اپنی تعداد، اعتماد اور تنظیم میں اضافے کے ساتھ امریکہ کے ہر شعبۂ زندگی میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس میں تجارت، تعلیم، کھیل اور فنون سب شامل ہیں۔ کئی مسلمان اپنے اپنے شعبہ میں منفرد مقام حاصل کر چکے ہیں۔ مثلاً پاکستانی نژاد سمیع الحق نور کو چٹ پٹے حلال کھانے تیار کرنے کی وجہ سے 2006 میں نیویارک شہر کا گلی کوچوں میں کھانا فروخت کرنے والا بہترین دکاندار قرار دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر الیاس زرہونی، جن کا تعلق الجزائر سے ہے، 2002 سے 2008 تک نیشنل انسٹی ٹیوٹس آف ہیلتھ کے سربراہ رہ چکے ہیں۔ اسی طرح نیوز ویک کے مبصر اور ایڈیٹر فرید زکریا، ایکٹر اور ہپ ہاپ آرٹسٹ Mos Def ، باسکٹ بال کے پروفیشنل کھلاڑی Dikembe Mutombo اور امریکی کانگریس کے پہلے مسلمان ممبر منی سوٹا کے کیتھ ایلی سن بھی ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ طب، سائنس اور ادب میں بھی مسلم امریکیوں کی نئی نسل نمایاں خدمات انجام دے رہی ہے۔

نور فاطمہ نے اپنی حاصل کردہ آزادی پر خوشی کا اظہار نیویارک میں ایک پاکستانی کمیونٹی میں کیا، جہاں چندسال پہلے نائن الیون کے واقعے کی وجہ سے مسلمانوں میں بہت خوف پایا جاتا تھا اور یوں لگتا تھا کہ ان کے لئے تجارت اور تعلیم کے دروازے بند ہو گئے ہیں۔ جب فاطمہ یہاں پہنچی تھی تو 'چھوٹا پاکستان' ایک مقامی تاجر مو رضوی کی قیادت میں کافی حد تک سنبھل چکا تھا، جنھوں نے انگلش اور کمپیوٹر کی کلاسیں شروع کرائیں، ایک کمیونٹی سنٹر کھولا اور مسلمان سماجی کارکنوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ وفاقی حکام سے ملاقاتیں کریں اور ان سے تعلقات بہتر بنائیں۔

نور فاطمہ کہتی ہیں: ''پاکستان کے یومِ آزادی پر نیویارک میں جب پریڈ ہوتی ہے تو بڑی تعداد میں امریکی پرچم بھی نظر آتے ہیں۔ پورے ملک میں مسلمان تارکین وطن میں یہ تبدیلی دیکھنے میں آ رہی ہے۔''

اس مضمون کے اقتباسات بیورو آف انٹرنیشنل انفارمیشن پروگرام کی شائع کردہ کتاب Being Muslim in Americaسے لئے گئے ہیں۔

UNITED NATIONS DAY

یوم اقوام متحدہ

United Nations General Assembly (AP Photo)

In 1947, the United Nations General Assembly declared 24 October, the anniversary of the Charter of the United Nations, as which "shall be devoted to making known to the peoples of the world the aims and achievements of the United nations and to gaining their support for" its work.

In 1971 the United Nations General Assembly adopted a further resolution (United Nations Resolution 2782) declaring that United Nations Day shall be an international holiday and recommended that it should be observed as a public holiday by all United Nations member states.

United Nations Day is devoted to making known to peoples of the world the aims and achievements of the United Nations Organization. United Nations Day is part of United Nations Week, which runs from 20 to 26 October.

United Nations Day has traditionally been marked throughout the world with meetings, discussions and exhibits about the achievements and goals of the organization. In 1971, the General Assembly recommended that member states observe it as a public holiday.

Several international schools throughout the world also celebrate the diversity of their student body on United Nations Day (although the event is not necessarily celebrated on 24 October). Celebrations often include a show of cultural performances in the evening and a food fair, where food is available from all over the world.

In the United States, the President has issued a proclamation each year for United Nations Day since 1946.

1947ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 24 اکتوبر کو اقوام متحدہ کے منشور کی سالگرہ کا دن قرار دیا جس کا مقصد دنیا بھر کے لوگوں کو اس عالمی ادارہ کے مقاصد اور کارہائے نمایاں کے متعلق معلومات فراہم کرنا اور اس کے فرائض کی ادائیگی میں ان کی تائید وحمایت حاصل کرنا تھا۔

1971ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک اور قرارداد نمبر 2782 منظور کی جس کی رُو سے یوم اقوام متحدہ کو بین الاقوامی تعطیل قرار دیا گیا اور تجویز پیش کی گئی کہ اس عالمی ادارہ کے تمام رکن ممالک اس دن کو عام تعطیل کے طور پر منائیں۔

یوم اقوام متحدہ منانے کا مقصد دنیا بھر کے لوگوں کو اس عالمی ادارہ کے نصب العین اور کارناموں سے روشناس کرانا ہے اور یہ دن ہر سال 20 سے 26 اکتوبر تک منائے جانے والے ہفتہ اقوام متحدہ کا حصہ ہے۔

روایتی طور پر اس روز اس ادارہ کے کارہائے نمایاں اور مقاصد کی تشہیر کے لئے دنیا بھر میں اجلاس، مباحثے اور نمائشیں منعقد کی جاتی ہیں۔ 1971ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے تجویز پیش کی کہ اس ادارہ کے تمام رکن ممالک اس دن کو عام تعطیل کے طور پر منائیں۔ دنیا بھر میں کئی بین الاقوامی اسکول اس دن کو اپنے طلبا وطالبات کے درمیان موجود سماجی تنوع اجاگر کرنے کے لئے مناتے ہیں (اگرچہ ضروری نہیں کہ اس طرح کی تقریبات کا اہتمام 24 اکتوبر کو ہی کیا جائے)۔ ان تقریبات میں شام کے وقت سماجی پروگرام اور کھانے کے میلوں کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے جس میں دنیا جہاں کے کھانے میسر ہوتے ہیں۔

امریکہ میں 1946ء سے لے کر آج تک صدر ہر سال یوم اقوام متحدہ کے موقع پر ایک فرمان جاری کرتا ہے۔

Columbus Day Commemorates Explorer's Arrival in New World

(AP Photo)

یومِ کولمبس، مہم جو کی نئی دنیا میں آمد کا دن

Washington — Columbus Day is the annual U.S. commemoration of explorer Christopher Columbus' landing in the New World (at San Salvador Island, also known as Waitling Island, today part of the British Bahamas) on October 12, 1492. Columbus was not the first European to cross the Atlantic successfully. Viking sailors are believed to have established a short-lived settlement in Newfoundland sometime in the 11th century, and scholars have argued for a number of other possible pre-Columbian landings. Columbus, however, initiated the lasting encounter between Europeans and the indigenous peoples of the Western Hemisphere.

واشنگٹن۔ کرسٹوفر کولمبس کی نئ دنیا میں آمد کی یاد میں ہر سال امریکہ میں یومِ کولمبس منایا جاتا ہے (جو 2 اکتوبر1492 کو جزیرہ سان سلواڈور میں اترے تھے، جسے جزیرہ ویٹلنگ بھی کہا جاتا ہےاور جواب برٹش بہاماز کا حصہ ہے)۔تاہم کولمبس بحراوقیانوس کامیابی سے پار کرنے والا پہلا یورپی باشندہ نہیں تھا۔اس سے پہلے 11ویں صدی میں وائیکنگ ملاحوں نےمختصر مدت کے لئے نیوفاؤنڈ لینڈ میں ایک بستی قائم کی تھی۔ محققین کے مطابق اس بات کا امکان موجود ہے کہ کولمبس سے پہلے متعدد دوسرے ملاح بھی امریکہ پہنچے تھے۔تاہم کولمبس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اُس نے یورپی باشندوں اور مغربی نصف کُرے کے قدیم باشندوں کے درمیان لازوال رشتہ کی بنیادرکھی۔

Dia de la Raza Celebration, Mexico City میکسیکو سٹی میں ڈیا ڈی رازا کی تقریب

A number of nations celebrate this encounter with annual holidays: among them are Discovery Day in The Bahamas and Colombia, Día de la Hispanidad (Hispanic Day) in Spain, and Día de la Raza (Day of the Race) in much of Latin America. In 1971, Congress moved the U.S. holiday from October 12 to the second Monday in October to afford workers a long holiday weekend. In the United States, Columbus Day is typically a celebration of Italian and Italian-American cultural heritage, Columbus generally being considered a native of Genoa, Italy.

In the late 15th century, Portuguese sailors dominated the effort to establish a sea route between Europe and India by circumnavigating Africa. It was with an eye toward outflanking the Portuguese that Isabella I of Spain authorized an expedition in which Columbus would sail west from Spain, aiming for India. This, of course, presumed that the world was round. Many educated people already understood this; Columbus' achievement rests instead in his success in persuading Isabella to finance a dangerous and speculative expedition.

Columbus set sail with 90 men in August 1492 on three ships: the Santa Maria, the Nina and the Pinta. After sailing west for five weeks, the expedition reached land on October 12. Columbus believed he had found a new route to India, hence the use of the word Indians to describe the peoples he met.

Columbus would make three subsequent voyages and would die believing he had found a new route to India and Asia, and not, in fact, the gateway to North and South America.

Because the United States evolved out of British colonization rather than the Spanish claims of Columbus and his successors, the United States for many years did not celebrate Columbus'

کولمبس کی امریکہ آمد کی یاد میں کئی ملکوں میں قومی تعطیل منائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر بہاماز اور کولمبیا میں یہ تعطیل 'یومِ دریافت' کے نام سے، اسپین میں 'یوم ہسپانیہ (Dia de la Hispanidad) اور لاطینی امریکہ کے اکثر ملکوں میں یہ تعطیل '' ریس کا دن'' (Dia de la Raza) کے نام سے منائی جاتی ہے۔ 1971 میں کانگریس نے یوم کولمبس کی تاریخ 12 اکتوبر سے تبدیل کر کے اکتوبر کا دوسرا سوموار مقرر کر دی تا کہ اس طرح کارکنوں کو زیادہ طویل اختتام ہفتہ مل جائے۔ امریکہ میں یوم کولمبس دراصل اطالوی اور اطالوی۔امریکی ثقافتی ورثہ کا مظاہرہ ہوتا ہے، کیونکہ کولمبس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ جینوا، اٹلی کا باشندہ تھا۔

15 ویں صدی کے اواخر میں افریقہ کے گرد چکر کاٹتے ہوئے یورپ اور ہندوستان کے درمیان سمندری راستہ تلاش کرنے کی جو کوششیں ہو رہی تھیں، ان میں پرتگیزی پیش پیش تھے۔ پرتگیزیوں پر سبقت حاصل کرنے کے لئے اسپین کی ملکہ ازابیلہ اول نے ایک بحری مہم کی منظوری دی۔ اس مہم کے تحت کولمبس اسپین کے مغرب سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ یہ سفر اس مفروضہ کی بنیاد پر کیا جا رہا تھا کہ دنیا گول ہے۔ بہت سے پڑھے لکھے لوگ اس حقیقت سے پہلے بھی واقف تھے۔ تاہم کولمبس کا کارنامہ یہ ہے کہ اُس نے اِس پُرخطر مہم کے اخراجات کے لئے ملکہ ازابیلہ سے منظوری حاصل کر لی۔

کولمبس اگست 1492 میں 90 لوگوں کے عملے کے ساتھ اپنے بحری سفر پر روانہ ہوا۔ اس سفر میں تین جہاز سانٹا ماریا، نِینا اور پِنٹا شامل تھے۔ 5 ہفتہ تک مغرب کی طرف سفر کرنے کے بعد یہ مہم 12 اکتوبر کو ساحل پر پہنچی۔ کولمبس کا خیال تھا کہ اُس نے ہندوستان کا نیا راستہ دریافت کر لیا ہے۔ اس لئے وہ جن لوگوں سے ملا، انھیں ہندوستانی (انڈین) کہا جانے لگا۔

کولمبس نے اس مہم کے بعد تین اور بحری سفر کئے۔ اپنے انتقال تک اُس کا یہی خیال تھا کہ اُس نے ہندوستان

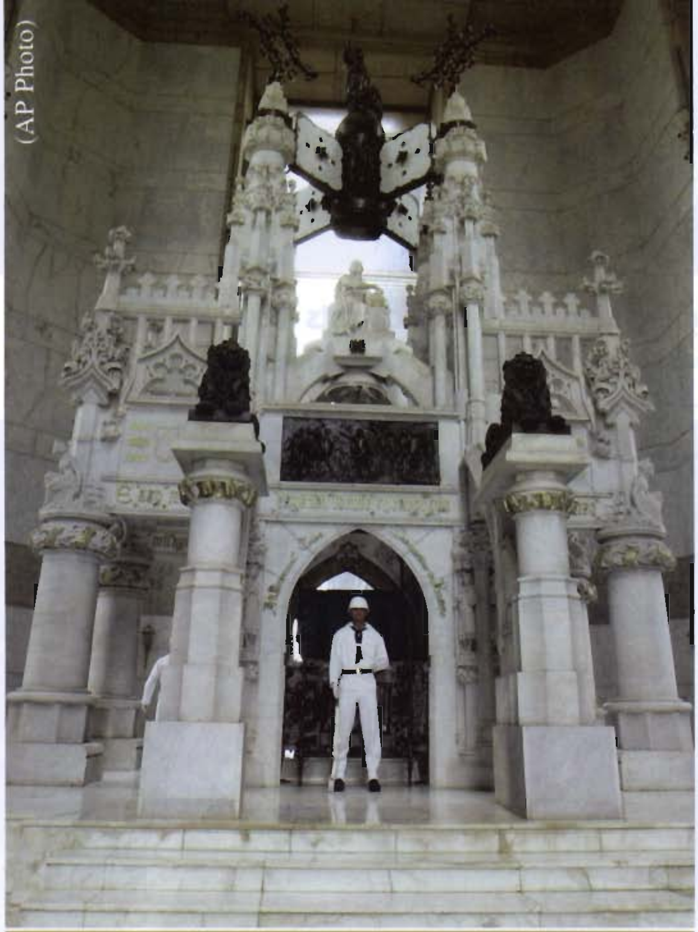

Dominican Navy soldiers provide security to the tomb of Chrstopher Columbus inside the "Faro a Colon" or "Columbus Lighthouse" in Santo Domingo, Dominican Republic

ڈومینکن ریپبلک کے شہر سانتا ڈومینگو میں کرسٹوفر کولمبس کے مقبرہ پر ڈومینکن بحریہ کے سپاہی پہرہ دے رہے ہیں

"discovery," although ceremonies were held on the 300th and 400th anniversaries of his first landing.

Italian immigrants were the first to celebrate the holiday annually in U.S. cities where they had settled in large numbers, in part as a celebration of their heritage, since Columbus is considered Italian. Both New York (1866) and San Francisco (1868) claim the first such celebration. In 1937, President Franklin D. Roosevelt proclaimed Columbus Day a national holiday, then held every October 12.

Many localities, including Berkeley, California, have replaced Columbus Day with Indigenous Peoples Day to honor the original inhabitants of the islands where Columbus landed. South Dakota renamed the holiday Native American Day, and Alabama celebrates a combination Columbus Day and American Indian Heritage Day. Hawaii calls it Discovery Day.

U.S. federal government offices close on Columbus Day, as do most banks. Schools typically remain open, as do most American businesses. New York City, Denver and many other cities continue to host festive Columbus Day parades, more than 500 years since the historic appearance of three ships off the coast of a small Caribbean island.

اور ایشیا کا نیا سمندری راستہ دریافت کرلیا ہے۔ اُسے نہیں معلوم تھا کہ اُس نے شمالی اور جنوبی امریکہ کا دروازہ کھول دیا ہے۔

چونکہ امریکہ، کولمبس اور اُس کے جانشینوں کے بارے میں ہسپانوی دعووں کے برعکس برطانوی نوآبادی سے موجودہ شکل میں ظہور پذیر ہوا تھا، اس لئے امریکہ نے کئی سال تک کولمبس کی 'دریافت' کی یاد نہیں منائی، البتہ کولمبس کی آمد کی 300ویں اور 400ویں سالگرہ پر تقریبات منائی گئیں۔

پہلے پہل اطالوی نژاد باشندوں نے اُن امریکی شہروں میں یوم کولمبس کی سالانہ تعطیل منانا شروع کی، جہاں وہ بڑی تعداد میں آباد ہو گئے تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہ اِسے اپنا ورثہ سمجھتے تھے، کیونکہ کولمبس کے بارے میں خیال ہے کہ وہ اٹلی کا باشندہ تھا۔ دو شہر (نیویارک 1866) اور سان فرانسسکو (1868) اس بات کے دعویدار ہیں کہ انھوں نے سب سے پہلے یہ تعطیل منانا شروع کی۔ 1937 میں صدر فرینکلن روزویلٹ نے یوم کولمبس کو قومی تعطیل قرار دے دیا۔ اُس وقت یہ تعطیل 12 اکتوبر کو منائی جاتی تھی۔

کئی جگھوں پر مثلاً برکلے، کیلیفورنیا میں یوم کولمبس کی بجائے قدیم مقامی باشندوں کا دن منایا جاتا ہے۔ اس طرح اُن جزیروں کے اصل لوگوں کی یاد تازہ کی جاتی ہے، جہاں کولمبس اُترا تھا۔ ساؤتھ ڈیکوٹا نے یوم کولمبس کا نام بدل کر قدیم امریکیوں کا دن رکھ دیا ہے، جبکہ الاباما میں یوم کولمبس اور انڈین امریکیوں کا ورثہ کا دن ملا کر منایا جاتا ہے۔ ہوائی میں یوم کولمبس ''یوم دریافت'' کے نام سے منایا جاتا ہے۔

امریکہ کے وفاقی دفاتر اور زیادہ تر بنک یوم کولمبس پر بند رہتے ہیں۔ البتہ اسکول اور زیادہ تر امریکی تجارتی ادارے کھلے رہتے ہیں۔ نیویارک شہر، ڈینور اور بہت سے دوسرے شہروں میں یوم کولمبس پر رنگا رنگ پریڈز منعقد کی جاتی ہیں اور اس طرح 500 سال سے زیادہ عرصہ پہلے کے اُس تاریخی واقعہ کی یاد منائی جاتی ہے، جب تین بحری جہاز کریبیئن کے ایک چھوٹے جزیرے کے قریب نمودار ہوئے تھے۔

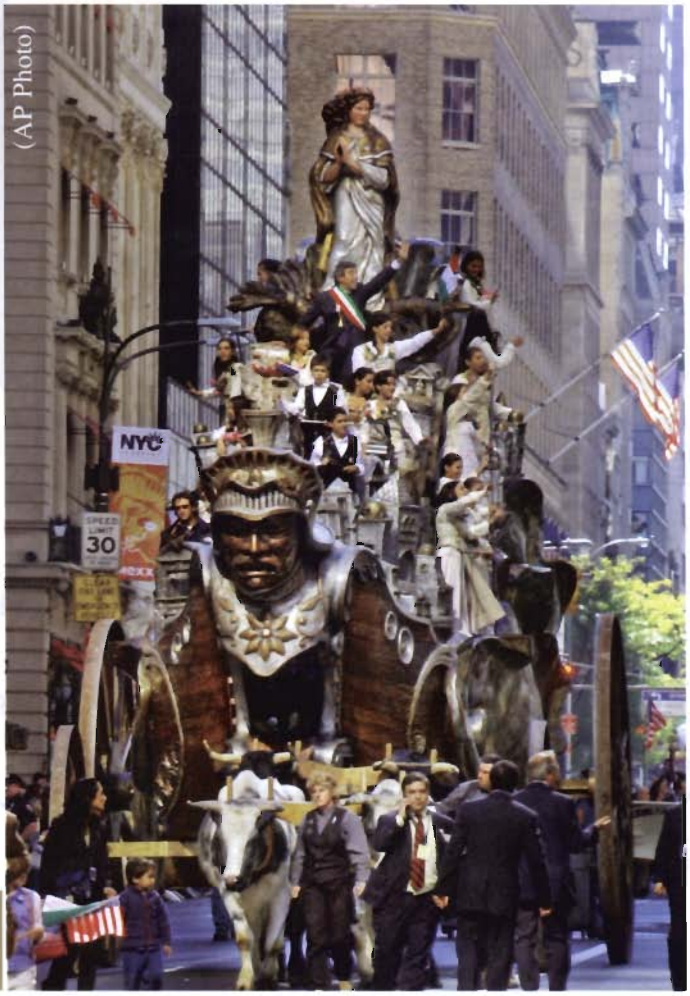

Columbus Day Parade in New York

نیویارک میں یوم کولمبس کی پریڈ

Alumni Connect

Highlighting past participants of U.S. Government sponsored fellowships, exchanges and grants

Participant's name:

Tayyaba Mobeen

Participant's profile:

Tayyaba Mobeen has been a lecturer at the National University of Modern Languages in the International Relations Department for more than four years.

She teaches Foreign Policy of Pakistan, International and Regional Organizations, Islam and International Relations, Diplomacy, Theories of International Relations, and Conflict Resolution and Peace Studies.

Mrs. Mobeen has a Master's Degree in Defense and Diplomatic Studies from Fatima Jinnah Women University, Rawalpindi.

Program name:

U.S. Foreign Policy

Program date:

October 3-27, 2005

Number of participants:

19

Countries represented in the program:

Algeria, Argentina, Bosnia-Herzegovina, Colombia, Estonia, Malaysia, Uganda, Japan, Turkey, Mauritius, Kosovo, Lebanon, Libya, Montenegro, New Zealand, Norway, Pakistan, St Lucia, Yemen.

Places visited by the participant:

Washington, DC:

Meetings were held at the U.S. departments of State and Defense, Meridian International, the U.S. House of Representatives' Committee on International Relations, U.S. Senate Committee on Foreign Relations, and the John Hopkins University Paul. H. Nitze School of Advanced International Studies

New York, New York:

Meetings were held at the U.S. mission to UN, UNAIDS, U.S. Council for International Business and UNA -USA.

Indianapolis, Indiana:

A meeting was held at the capitol in the State of Indiana with representatives of Homeland Security and the National Guard. There she interacted with University students in a research organization.

San Diego, California:

Meetings focused on tourism and export related issues

پروگرام کی شریک کا نام:

طیبہ مبین

تعارف:

طیبہ مبین ،نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز کے بین الاقوامی تعلقات کے شعبے میں چار برس سے زیادہ عرصے سے لیکچرر کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہی ہیں۔

وہ پاکستان کے خارجہ پالیسی، بین الاقوامی اور علاقائی تنظیموں، اسلام اور بین الاقوامی تعلقات، سفارتکاری، بین الاقوامی تعلقات کے نظریئے اور تنازعات کا تصفیہ اور امن کے علوم پر لیکچر دیتی ہیں

مسز مبین نے فاطمہ جناح وومن یونیورسٹی، راولپنڈی سے ڈیفنس اینڈ ڈپلومیٹک سٹیڈیز میں ماسٹر ڈگری حاصل کی ہے۔

پروگرام کا نام:

امریکی خارجہ پالیسی

دیرینہ تعلق

امریکی حکومت کے زیرِاہتمام فیلو شپ،
تبادلے اور گرانٹس پروگرام کے سابق شرکاء کا تعارف

What part of the program did you enjoy the most, and why?

Acquiring and disseminating knowledge is a passion passed down from my parents and grandparents. Being a teacher, I enjoyed visiting the Library of Congress the most. It was really impressive to see that President Thomas Jefferson laid the foundation of this library with his personal books so the representatives of Congress could learn from this collection. With the passage of time it has become the world's biggest library.

In order to make a country progressive and prosperous the people dealing with the decision making process must have an in-depth knowledge which was the objective of Thomas Jefferson. It also reflects the research oriented approach of the Americans which ultimately made the United States a superpower.

I have always tried to inculcate this aptitude in our new generation through my lectures. Nations that are hard working and research oriented have always achieved their objectives. Pakistan has to adopt this methodology to meet the challenges in international politics.

پروگرام کی تاریخ:

27مارچ، 2005

شرکاء کی تعداد:

19

پروگرام میں شریک ممالک:

الجزائر، ارجنٹائن، بوسنیا۔ ہرزیگووینا، کولمبیا، اسٹونیا، ملائشیا، یوگنڈا، جاپان، ترکی، ماریشس، کوسووو، لبنان، لیبیا، مانٹے نیگرو، نیوزی لینڈ، ناروے، پاکستان، سری لنکا، یمن

جن مقامات کا دورہ کیا:

واشنگٹن ڈی سی؛

امریکہ کے خارجہ اور دفاع کے محکموں، میریڈین انٹرنیشنل، بین الاقوامی تعلقات کے بارے میں امریکی ایوان نمائندگان کی کمیٹی، خارجہ تعلقات سے متعلق امریکی سینیٹ کی کمیٹی اور جان ہوپکنز یونیورسٹی کے پال اینچ نٹزے سکول آف ایڈوانس انٹرنیشنل سٹڈیز میں ملاقاتیں ہوئیں۔

نیو یارک؛

اقوام متحدہ میں امریکہ کے مشن، یو این ایڈز، بین الاقوامی تجارت کے بارے میں امریکی کونسل اور یو این اے۔ یو ایس اے میں ملاقاتیں کیں۔

انڈیانا پولس، انڈیانا:

ریاست انڈیانا کی قانون ساز اسمبلی میں داخلی سلامتی اور قومی گارڈ کے نمائندوں سے ملاقات ہوئی۔ یہاں انہوں نے ایک تحقیقی ادارے میں یونیورسٹی کے طالب علموں کے ساتھ تبادلہ خیال کیا۔

سان ڈیاگو، کیلیفورنیا:

یہاں ہونے والی ملاقاتوں میں سیاحت اور برآمدات سے متعلق مسئلوں پر خاص طور سے توجہ دی گئی

پروگرام کے کس حصے میں آپ کو زیادہ مزہ آیا، اور کیوں؟

علم حاصل کرنا اور اسے عام کرنا ایک ایسا والہانہ جذبہ ہے جو مجھے اپنے والدین اور بزرگوں سے ورثے میں ملا ہے۔ ایک استاد ہونے کی حیثیت سے مجھے کانگریس کی لائبریری میں بہت زیادہ مزہ آیا۔ میں حقیقتاً اس بات سے متاثر ہوئی کہ صدر تھامس جیفرسن نے اپنی ذاتی کتب کے ساتھ اس لائبریری کا سنگ بنیاد رکھا تاکہ کانگریس کے نمائندے ان سے استفادہ کرسکیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ دنیا کی سب سے بڑی لائبریری بن گئی۔

تھامس جیفرسن کا مقصد یہ تھا کہ ملک کو ترقی یافتہ اور خوشحال بنانے کیلئے فیصلہ سازی کے عمل سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا مطالعہ وسیع ہو۔ اس سے امریکیوں کی تحقیق پر مبنی سوچ کی بھی عکاسی ہوتی ہے جس نے بالآخر امریکہ کو ایک بڑی طاقت بنادیا۔

میں نے ہمیشہ اپنے لیکچرز کے ذریعے یہی رجحان نوجوان نسل میں منتقل کرنے کی کوشش کی۔ جو قومیں محنتی اور تحقیق پسند ہوتی ہیں وہ ہمیشہ اپنے مقاصد حاصل کرلیتی ہیں۔ پاکستان کو بین الاقوامی سیاست میں چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کیلئے یہی طریقہ کار اپنانا ہوگا۔

Visit the 50 States
پچاس ریاستوں کی سیر

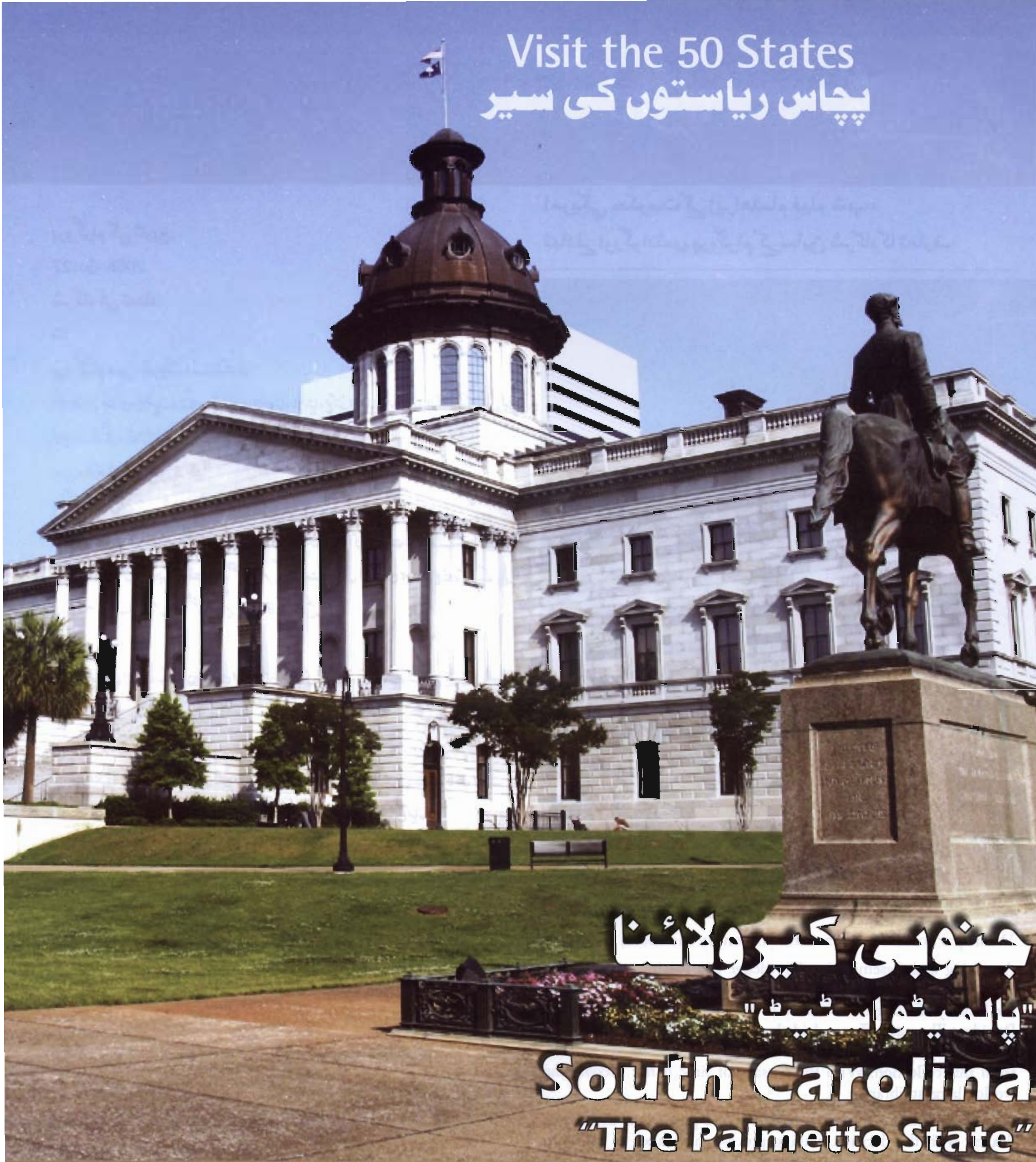

(AP Photo)

South Carolina State House

جنوبی کیرولائنا کا اسٹیٹ ہاؤس

جنوبی کیرولائنا
"پالمیٹو اسٹیٹ"
South Carolina
"The Palmetto State"

Your guide to attractions, culture and history within the 50 states of the United States in chronological order of admission to the Union

امریکہ کی پچاس ریاستوں کے پُرکشش قدرتی، ثقافتی اور تاریخی مقامات کی سیر کے لئے رہنمائی

ترتیب وار بلحاظ تاریخ الحاق ریاست ہائے متحدہ امریکہ

Admission to Union:	May 23, 1788 (8th State)	23 مئی 1788 (8ویں ریاست)	یونین میں شمولیت:
Capital:	Columbia	کولمبیا	دارالحکومت:
Population:	4.32 million (as of 2005)	4.32 ملین (2005 کے اعداد و شمار کے مطابق)	آبادی:

State Flag

ریاست کا پرچم

State Seal

ریاست کی مہر

State Bird: Carolina Wren

ریاست کا پرندہ:
کیرولائنا چڑیا

State Flower:
Yellow Jessamine

ریاست کا پھول:
زرد چنبیلی

Background

In South Carolina, the modern age has neither masked the romance of the Old South nor overshadowed the powerful events of colonial and Confederate times. This state's turbulent and romantic history tells a story that remains deeply ingrained in the history of the United States.

Spanish explorers made the first attempt to settle in present-day South Carolina in 1526, less than 35 years after the first Europeans discovered America. A severe winter, hostile natives, and disease proved too much for the Spanish to overcome, and the settlement was abandoned. In 1562, a group of French Huguenots, led by Jean Ribaut, landed near the site of present-day Parris Island Marine Corps Base.

The French colony might have been a success, had Ribaut's return to the colony from business in France not been delayed. The remaining colonists, fearing they had been abandoned, built a craft and sailed for home. Light winds stranded their boat at sea, and they faced the danger of starvation until a passing English ship rescued them.

The task of settlement fell to the English, whose challenge to Spanish control of the New World eventually met with success. A land grant from England's King Charles II gave the Carolinas to eight English noblemen (still known today as the "Lords Proprietors"). In 1670, the English arrived at Albemarle Point and established Charles Towne, the first successful European settlement in the Carolinas.

During the American Revolution, almost 200 battles and skirmishes were fought in South Carolina. The first overt act of revolution occurred at Fort Charlotte on July 12, 1775; this was the first British property seized by American Revolutionary forces. After admission to the Union in 1788 it was nicknamed the Palmetto State after the state tree depicted on the flag.

On December 20, 1860, South Carolina became the first state to secede from the Union. The initial clash of the Civil War also occurred on South Carolina soil; the bombardment

پس منظر

جنوبی کیرولائنا میں جدید دَور کے آنے سے نہ تو قدیم جنوب کا رومانس ماند پڑا ہے اور نہ نوآبادیاتی اور کنفیڈریٹ دَور کے بڑے بڑے واقعات کو پس پردہ ڈالا گیا ہے۔ ریاست کی پُرآشوب اور رومانوی تاریخ ایک ایسی داستان ہے، جس نے امریکی تاریخ پر گہرے نقوش مرتب کیے ہیں۔

ہسپانوی مہم جوؤں نے پہلی مرتبہ 1526 میں موجودہ دور کے جنوبی کیرولائنا میں آباد ہونے کی کوشش کی تھی یعنی اولین یورپی باشندوں کی طرف سے امریکہ دریافت کرنے کے صرف 35 سال بعد، لیکن شدید سردی، قدیم باشندوں کے معاندانہ رویے اور بیماریوں نے انھیں ٹکنے نہ دیا اور وہ یہاں سے کوچ کر گئے۔ 1562 میں فرانسیسی ہیوگناٹس کا ایک گروپ، جس کی قیادت جین رباٹ کر رہے تھے، اُس جگہ کے قریب اترا، جہاں اب پیرس آئی لینڈ میرین کور بیس ہے۔

فرانسیسیوں کی یہ نوآبادی شاید کامیاب ہو جاتی، لیکن رباٹ کو فرانس میں اپنی کاروباری مصروفیات کی وجہ سے نوآبادی واپس آنے میں تاخیر ہوگئی اور نوآبادی کے لوگوں نے سمجھا کہ ہمیں لاوارث چھوڑ دیا گیا ہے۔ چنانچہ انھوں نے ایک کشتی تیار کی اور فرانس روانہ ہوگئے۔ کم ہوا کی وجہ سے ان کی کشتی سمندر میں پھنس کر رہ گئی، جہاں انھیں جان کے لالے پڑ گئے، لیکن خوش قسمتی سے وہاں سے گزرنے والے انگریزوں کے ایک جہاز نے ان کی جانیں بچائیں۔

اس طرح ریاست میں آباد ہونا انگریزوں کے نصیب میں لکھا تھا۔ انھوں نے نئی دنیا میں ہسپانوی غلبے کو چیلنج کیا اور بالآخر اس میں کامیابی حاصل کی۔ انگلینڈ کے بادشاہ چارلس دوم نے کیرولائنا کا علاقہ آٹھ انگریز نوابوں کو عطا کیا (جنھیں اب بھی لارڈز پروپرائٹرز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے)۔ 1670 میں انگریز آبادکار، ایبے مارل پوائنٹ پہنچے اور چارلس ٹاؤن کے نام سے بستی قائم کی، جو کیرولائنا کے علاقے میں یورپی لوگوں کی پہلی کامیاب نوآبادی ثابت ہوئی۔

انقلاب امریکہ کے دوران جنوبی کیرولائنا میں تقریباً 200 چھوٹی بڑی جنگیں لڑی گئیں۔ انقلاب کی پہلی علانیہ فوجی کارروائی 12 جولائی 1775 کو فورٹ شارلٹ میں ہوئی۔ یہ پہلی برطانوی ملکیت تھی، جس پر امریکی انقلابی فوج نے قبضہ کیا۔ 1788 میں یونین میں شمولیت کے بعد جنوبی کیرولائنا کو palmetto درخت کی مناسبت سے، جو اس کے پرچم پر نقش ہے، palmetto ریاست بھی کہا جاتا ہے۔

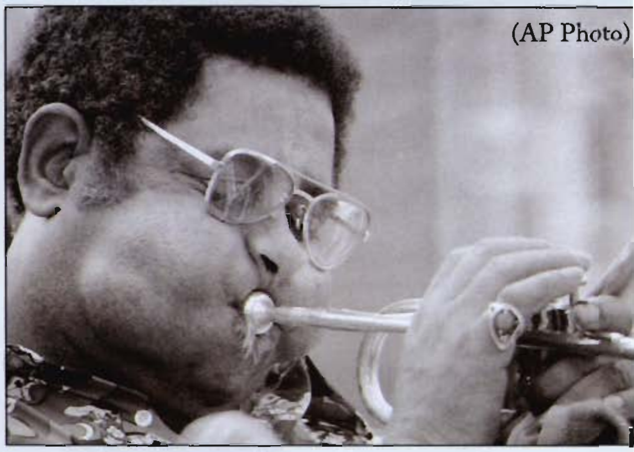

Dizzy Gillespie

ڈزی گیلسپائی ترم بجارہے ہیں

of Fort Sumter in 1861 resulted in its seizure by Confederate forces, who maintained possession until the evacuation of Charleston in 1865. Bloodied, impoverished, and blackened by the fires of General Sherman's "March to the Sea," South Carolina emerged from the difficult Reconstruction days and was readmitted to the Union in 1868.

For most of the period since the Civil War, South Carolina has had economic problems, but in recent years these difficulties have eased as industry has been attracted by hospitable communities and favorable tax rates. From town to town throughout the state, diversified industries have brought greater prosperity with them. South Carolina is a major producer of tobacco, cotton, pine lumber, corn, oats, sweet potatoes, soybeans, peanuts, peaches, melons, beef cattle, and hogs. Power projects have been created by damming the Santee, Saluda, Savannah, and other rivers. Four atomic energy plants provide commercial energy. Tourism, the state's second-largest industry, continues to grow.

Famous South Carolinians

South Carolina was the birthplace of **Andrew Jackson**, seventh president of the United States. Born March 15, 1767, in the Waxhaw settlement on the border of the Carolinas, Jackson was orphaned at the age of 14. After reading law and gaining admission to the bar in North Carolina, he migrated to Nashville, Tenn. A frontier general and Indian fighter, Jackson was elected president of the United States on a platform that proclaimed him the champion of democracy and of the common man. Jackson served two terms of office (1829-37) and left his mark on the era, often termed the "Age of Jackson." Jackson died in June 1845 but has been immortalized on the U.S. twenty dollar bill.

Born March 18, 1782 near Abbeville, **John C. Calhoun** was an American statesman and political philosopher. Calhoun graduated with honors from

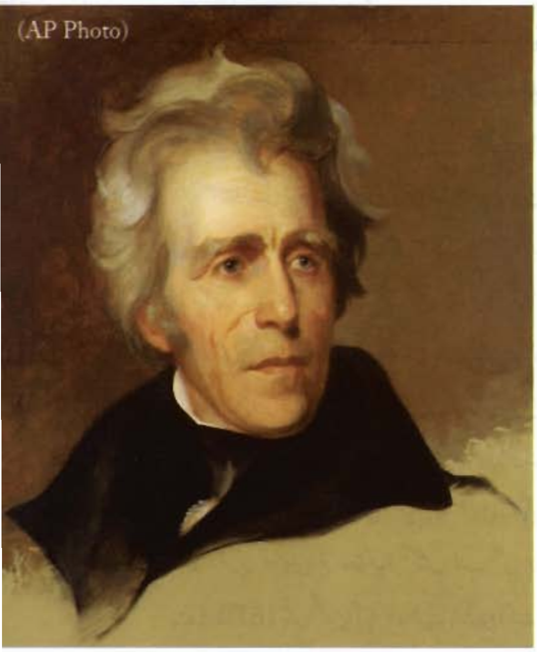

President Andrew Jackson

صدر اینڈریو جیکسن

20دسمبر1860 کو جنوبی کیرولائنا پہلی ریاست تھی، جس نے یونین سے علیحدگی اختیار کی۔خانہ جنگی کی اولین جھڑپ بھی اسی ریاست کی سرزمین پر ہوئی، جب1861 میں فورٹ سمٹر پر بمباری کی گئی۔اس جھڑپ کے نتیجہ میں کنفیڈریٹ فوجوں نے فورٹ سمٹر پر قبضہ کرلیا اور 1865 میں چارلیسٹن سے انخلا تک اس پر قابض رہیں۔ خونریزی، غربت اور جنرل شرمین کے ''سمندر کی طرف مارچ'' کی مہم کے دوران ہونے والی تباہ کاری کے بعد ریاست جنوبی کیرولائنا تعمیرِنو کے مشکل مرحلے سے گزری اور1868 میں اِسے دوبارہ یونین میں شامل کرلیا گیا۔

خانہ جنگی کے بعد کے بیشتر عرصہ کے دوران جنوبی کیرولائنا کی ریاست کو اقتصادی مسائل کا سامنا رہا ہے؛ تاہم حالیہ برسوں میں ان مشکلات میں کمی آئی ہے، کیونکہ سرمایہ کاری کے سازگار حالات اور مناسب ٹیکسوں کی وجہ سے یہاں صنعتیں قائم ہوئی ہیں۔ پوری ریاست کے شہر شہر اور قصبہ قصبہ میں طرح طرح کی صنعتیں قائم ہوچکی ہیں، جن کی بدولت خوشحالی آئی ہے۔ یہ ریاست تمباکو، کپاس، صنوبری لکڑی، مکئی، جئی، میٹھے آلو، سویابین، مونگ پھلی، آڑو، تربوز اور مویشیوں کی پیداوار کیلئے مشہور ہے۔ دریائے سانٹی، سیلوڈا، سوانا اور دوسرے دریاؤں پر ڈیم بنا کر بجلی پیدا کی جارہی ہے۔ ریاست میں ایٹمی توانائی سے چلنے والے چار بجلی گھر بھی کام کررہے ہیں۔ سیاحت، ریاست کی دوسری بڑی صنعت ہے، جس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

جنوبی کیرولائنا کی نامور شخصیات

جنوبی کیرولائنا اینڈریو جیکسن کی جائے ولادت ہے، جو امریکہ کے 7ویں صدر تھے۔ وہ 15 مارچ1767 کو ریاست کے سرحدی علاقے ویکس ہا میں پیدا ہوئے۔ چودہ سال کی عمر میں یتیم ہوگئے۔ قانون کا مضمون پڑھنے اور شمالی کیرولائنا میں وکالت کی سند حاصل کرنے کے بعد وہ نیش ویل، ٹین منتقل ہوگئے۔ جیکسن، جو سرحدی علاقے کے جرنیل تھے اور انڈین قبائل سے جنگیں لڑنے کا تجربہ رکھتے تھے، اُس پلیٹ فارم سے امریکہ کے صدر قرار پائے، جس نے انھیں جمہوریت اور عام آدمی کے حقوق کا علمبردار قرار دیا۔ جیکسن1829-37 تک دومرتبہ عہدہ صدارت پر فائز رہے۔ انھوں نے اپنے زمانے پر گہرے نقوش چھوڑے۔ اُن کے دور کو اکثر ''جیکسن کا عہد'' کہا جاتا

Yale University in 1804, went on to law school and was admitted to the South Carolina bar in 1807. He served in the State Legislature from 1809 to 1811, where he helped establish a balance of power between the state's tidewater planters and piedmont farmers. From 1811 until his death, Calhoun served in the federal government successively as congressman, secretary of war, vice president, senator, secretary of state and again as senator. He has been declared one of the five greatest senators of all time. Calhoun died in on March 31, 1850, in Washington, D.C., and is buried in St. Philip's Churchyard in Charleston.

Born October 21, 1917 in Cheraw, **John Birks "Dizzy" Gillespie** is considered by some as the greatest jazz trumpeter of all time. The youngest of nine children, Gillespie taught himself to play the trombone and then switched to trumpet when he was 12. He grew up in poverty. Gillespie was one of the key founders of Afro-Cuban (or Latin) jazz and was a superb "scat" singer. During a career that spanned over five decades, Gillespie performed with the giants of the jazz era, including Ella Fitzgerald, Duke Ellington, Charlie Parker, Cab Calloway, Billy Eckstine, Sarah Vaughn and Coleman Hawkins among them. He also contributed arrangements to such bands as Jimmy Dorsey and Woody Herman.

Ernest Frederick "Fritz" Hollings was born in Charleston on January 1, 1922 and served as the state's junior senator from 1966 to 2005 until the retirement of 100-year-old senior senator Strom Thurmond. A Citadel and University of South Carolina Law School graduate and US Army veteran, Hollings set his sights on a political career beginning in 1948 when he was elected to the general assembly. He served the state as lieutenant governor, governor and later senator. In Congress he supported many civil rights bills and was a staunch fiscal conservative and a namesake on the Gramm-Rudman-Hollings Act, which was an attempt to limit government spending. Hollings retired from the Senate in 2005.

Attractions

Giant thousand year old oak trees grace coastal islands; mountain trails wind through ancient forests; white sand beaches stretch for miles and the nation's first Colonial cities lovingly preserve the best traditions and historic sites of the Old South.

ہے۔ جیکسن نے 1845 میں وفات پائی، لیکن 20 ڈالر کے امریکی نوٹ پر اُن کی تصویر نے انھیں اَمر بنادیا ہے۔

جان سی کیلہاؤن ایک امریکی مدبر اور سیاسی مفکر تھے۔ وہ 18 مارچ 1782 کو ایبے ویل کے قریب پیدا ہوئے۔ 1804 میں ییل یونیورسٹی سے امتیاز کے ساتھ تعلیم مکمل کی۔ پھر قانون کے ایک اسکول میں داخلہ لیا اور 1807 میں جنوبی کیرولائنا بار میں شمولیت اختیار کی۔ وہ 1809 سے 1811 تک ریاست کی اسمبلی کے ممبر رہے، جہاں انھوں نے ریاست کے نشیبی اور بالائی علاقوں کے کسانوں کے درمیان طاقت کا توازن قائم کرنے میں مدد دی۔ 1811 سے لے کر اپنی وفات تک کیلہاؤن کانگریس کے ممبر، وزیر جنگ، نائب صدر، سینیٹر، وزیر خارجہ اور پھر سینیٹر کے طور پر وفاقی حکومت میں خدمات انجام دیتے رہے۔ انھیں امریکہ کے 5 عظیم ترین سینیٹرز میں شمار کیا جاتا

The Sanctuary at Kiawah Island, South Carolina

جنوبی کیرولائنا میں کیوا آئی لینڈ پر واقع عبادت گاہ

ہے۔ کیلہاؤن نے 31 مارچ 1850 کو واشنگٹن ڈی سی میں وفات پائی۔ وہ چارلیسٹن میں سینٹ فلپ کے چرچ یارڈ میں مدفون ہیں۔

جان برکس ''ڈزی'' گیلسپائی 21 اکتوبر 1917 کو چیرا میں پیدا ہوئے۔ انھیں دنیا کا عظیم ترین جاز ٹرمپٹر (trumpeter) تسلیم کیا جاتا ہے۔ گیلسپائی اپنے 9 بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا۔ اس نے ٹرم بون بجانا سیکھا اور پھر 12 سال کی عمر میں ٹرم (ٹرمپیٹ) بجانے پر اپنی توجہ مرکوز کردی۔ وہ غربت میں بڑا ہوا۔ گیلسپائی افرو۔کیوبن (یا لاطینی) جاز کے اہم بانیوں میں شمار ہوتا ہے۔ وہ بہترین 'اسکیٹ' (غیر ملفوظ گلوکاری کرنے والا) گلوکار تھا۔ 5 دہائیوں پر مشتمل اپنے کیریئر میں اس نے بڑے بڑے جاز فنکاروں کے ساتھ کام کیا، جن ایلا فٹز جیرالڈ، ڈیوک ایلنگٹن، چارلی پارکر، کیب کیلووے، بلی ایکسٹائین، سارہ واہن اور کولمین ہاکنز جیسے نام شامل ہیں۔ اس نے جمی ڈورسی اور ووڈی ہرمین جیسے بینڈز کے لئے بھی موسیقی ترتیب دی۔

ارنیسٹ فریڈرک ''فرٹز'' ہولنگز یکم جنوری 1922 کو چارلیسٹن میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے 100 سالہ بزرگ سینیٹر اسٹرام تھرمانڈ کی ریٹائرمنٹ تک 1966 سے لے کر

South Carolina

2005 تک ریاست کے جونیئر سینیٹر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ وہ سِٹیڈِل اور یونیورسٹی آف ساؤتھ کیرولائنا لاء اسکول کے گریجوایٹ تھے۔ انھوں نے امریکی فوج میں بھی خدمات انجام دیں۔ ہولنگز نے1948 میں اس وقت سیاست کو اپنا کیریئر بنانے کا فیصلہ کیا، جب انھوں نے جنرل اسمبلی کی نشست پر کامیابی حاصل کی۔ انھوں نے ریاست کے لیفٹیننٹ گورنر، گورنر اور پھر سینیٹر کی حیثیت سے کام کیا۔ کانگریس میں انھوں نے شہری حقوق کے کئی قوانین کی حمایت کی۔ وہ مالیاتی قدامت پسندی کے قائل تھے اور گرام۔ رُڈمین۔ ہولنگز ایکٹ کی روح رواں تھے۔ اس قانون کا مقصد سرکاری اخراجات کو محدود کرنا تھا۔ ہولنگز 2005 میں سینیٹ سے ریٹائر ہوئے۔

قابلِ دید مقامات

ریاست کے ساحلی جزیرے ہزار سال پُرانے شاہ بلوط کے بڑے بڑے درختوں سے مزین ہیں۔ قدیم پہاڑی جنگلات میں سے پگڈنڈیاں اور راستے بل کھاتے گزرتے ہیں۔ ساحل کی سفید ریت میلوں تک چلی گئی ہے اور ملک کے اولین یورپی نو آبادیاتی شہروں نے قدیم جنوب کی شاندار روایات اور تاریخی مقامات کو اپنے سینے سے لگا رکھا ہے۔

جنوبی کیرولائنا کے سفید ریت والے ساحل اور جزیروں کے تفریحی مقامات امریکہ میں سیاحوں کے نہایت پسندیدہ مقامات ہیں۔ ان میں ہلٹن ہیڈ اور ایڈیسٹو جزیرے کے پُرسکون ماحول سے لے کر چارلیسٹن کے تفریحی جزیرے اور تاریخی اور رومانوی مقامات شامل ہیں۔ مرٹل کا ساحل بھی سیاحوں کے لئے بہت پُرکشش مقام ہے۔

جنوبی کیرولائنا کی جھیلیں، بل کھاتی ندیاں اور دریا شکار، کیمپنگ، کیاکنگ، کشتی رانی، اسکوبا ڈائیونگ اور فیملی کے ساتھ مل کر تفریح کرنے کے شائقین کے لئے بہترین جگہیں ہیں۔ اسی طرح بلیورِج کے پہاڑ اور آبشاریں بھی سیاحوں کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔

نو آبادیاتی دور کے نخلستانوں سے لے کر انقلابی جنگ کے یادگار مقامات اور خانہ جنگی کے عجائب گھروں سمیت تاریخی مقامات پوری ریاست میں ہر جگہ موجود ہیں؛ خواہ آپ مضافاتی سڑکوں پر سفر کریں یا کسی بڑے شہر کے مناظر دیکھنے جائیں یا کسی دور دراز جزیرے پر چلے جائیں۔ ریاست میں گالف کے سینکڑوں میدان موجود ہیں، جو گالف کے کھلاڑیوں کو، چاہے وہ پیشہ ور ہوں یا شوقیہ، کھیلنے کا شاندار تجربہ فراہم کرتے ہیں۔ 17ویں صدی کے لکڑی کے بنے ہوئے بحری جہاز کا مکمل ماڈل بھی اپنے نئے گھر چارلس ٹاؤن لینڈنگ پہنچ چکا ہے، جسے جنوبی کیرولائنا کی جائے پیدائش کہا جاتا ہے۔

کولمبیا

کشادہ سڑکوں والا شہر کولمبیا نہ صرف سیاسی اور حکومتی دارالحکومت ہے بلکہ یہ پرچون اور تھوک تجارت کا مرکز بھی ہے۔ یہ ریاست کے جغرافیائی مرکز سے تین میل کے فاصلے کے اندر واقع ہے۔ کولمبیا، ریاست کے بالائی اور زیریں علاقوں کے کاشتکاروں اور زمینداروں کے درمیان مفاہمت کے نتیجہ میں ریاست کا دارالحکومت بنایا گیا۔ یہ شہر زیادہ تر شطرنج کی بساط کی شکل لئے ہوئے ہے۔ اس کی سڑکیں 150 فٹ تک چوڑی ہیں۔ ان کی منصوبہ بندی ملیریا کی روک تھام کے مقصد کو سامنے رکھ کر کی گئی تھی۔

The white sand beaches and resort islands of the South Carolina coast offer some of the most inviting beaches and tourist attractions in the US. From the relaxed island culture of Hilton Head Island and Edisto Island to the resort islands and historic sites of romantic Charleston and the high energy family attractions of Myrtle Beach, South Carolina's beaches invite visitors to relax and enjoy.

A Colonial plantation in South Carolina

جنوبی کیرولائنا میں
نو آبادیاتی دور کے اشجار

South Carolina's lakes and winding black water rivers offer world-class hunting and fishing, camping, kayaking, canoeing, scuba diving, and boating and family fun. Rugged mountain beauty, cascading waterfalls, and whitewater rapids draw outdoor enthusiasts and sightseers alike to the Blue Ridge Mountains.

From colonial plantations to American Revolutionary War sites and Civil War museums, historic sites in South Carolina can be found wherever you travel - on a scenic backroads trip through historic towns, on a big city sightseeing tour or on a remote barrier island. With hundreds of challenging courses, South Carolina golf offers a premier golfing experience for pros and casual golfers alike. The full-scale replica of a 17th-century wooden ship has made its way to its new home at Charles Towne Landing, the birthplace of South Carolina.

Columbia

The broad boulevards of South Carolina's capital are not only the state's political and governmental capital, but also its wholesale and retail trade center. Located

within three miles of the geographic center of the state, Columbia was laid out as the capital as a compromise between the contending up-country and low-country farmers. The city rarely departs from a checkerboard pattern; the streets are sometimes 150 feet wide, planned that way originally to discourage malaria.

The General Assembly met for the first time in the State House in Columbia on January 4, 1790. George Washington was a guest here during his Southern tour the next year. On December 17, 1860, a convention assembled in Columbia's First Baptist Church and drew up the Ordinance of Secession, setting off a chain of events that terminated, for the city, on February 17, 1865, when General the Union Army under William T. Sherman occupied Columbia and reduced it to ashes.

An area of 84 blocks and 1,386 buildings was destroyed; on Main Street only the unfinished new statehouse and the home of the French consul were spared. From these ashes, a city of stately buildings has risen.

The economy of the city is based on trade, industry, finance, and government.

Since 1801, when the South Carolina College, now the University of South Carolina, was established here, the city has been an educational center; today it is the site of nine schools of higher education. Columbia is the headquarters for the Francis Marion National Forest and the Sumter National Forest.

Charleston

This aristocratic and storied American city lives up to its reputation for cultivated manners. Charleston's homes, historic shrines, old churches, lovely gardens, winding streets, and intricate iron-laced gateways exude charm and dignity.

Charleston enjoys international and coastal commerce in the fine harbor formed, according to local opinion, where the Ashley and Cooper rivers unite to form the Atlantic Ocean. The strategic harbor, inlets, and offshore islands provide recreational retreats.

The Charleston of today is the survivor of siege, flood, hurricane, and epidemic. Capital of the province until 1786, its history and that of South Carolina are almost the same. Charleston received colonists from the Old World and sent them into the wilderness. The city served as the personification of Europe's luxury and culture in the New World.

جنرل اسمبلی کا پہلا اجلاس 4 جنوری 1790 کو کولمبیا ہی میں اسٹیٹ ہاؤس میں ہوا تھا۔ اگلے سال جارج واشنگٹن نے یہاں بطور مہمان قیام کیا تھا، جب وہ جنوبی علاقوں کے دورے پر تھے۔ 17 دسمبر 1860 کو کولمبیا ہی میں بیپٹسٹ چرچ میں وہ کنونشن منعقد ہوا تھا، جس میں یونین سے علیحدگی کا آرڈی ننس تیا کیا گیا تھا۔ اس کے بعد واقعات کا ایک تسلسل شروع ہوا، جو بالآخر 17 فروری 1865 کو ریاست کی حد تک اس وقت ختم ہوا، جب ولیم ٹی شرمین کی کمان میں یونین فوج نے کولمبیا پر قبضہ کر لیا اور اسے جلا کر خاکستر کر دیا۔

اس کارروائی میں 84 بلاک کا علاقہ اور 1386 عمارتیں تباہ ہوئیں۔ مین اسٹریٹ پر صرف نیا اسٹیٹ ہاؤس، جو ابھی مکمل نہیں ہوا تھا اور فرانسیسی قونصل کی رہائشگاہ محفوظ رہی۔ اس خاکستر سے عظیم الشان عمارتوں والے شہر نے دوبارہ جنم لیا۔

شہر کی معیشت تجارت، صنعت، مالیات اور سرکاری اداروں پر مشتمل ہے۔ 1801 سے، جب ساؤتھ کیرولائنا کالج قائم ہوا (جواب یونیورسٹی ہے) یہ شہر تعلیم کا مرکز چلا

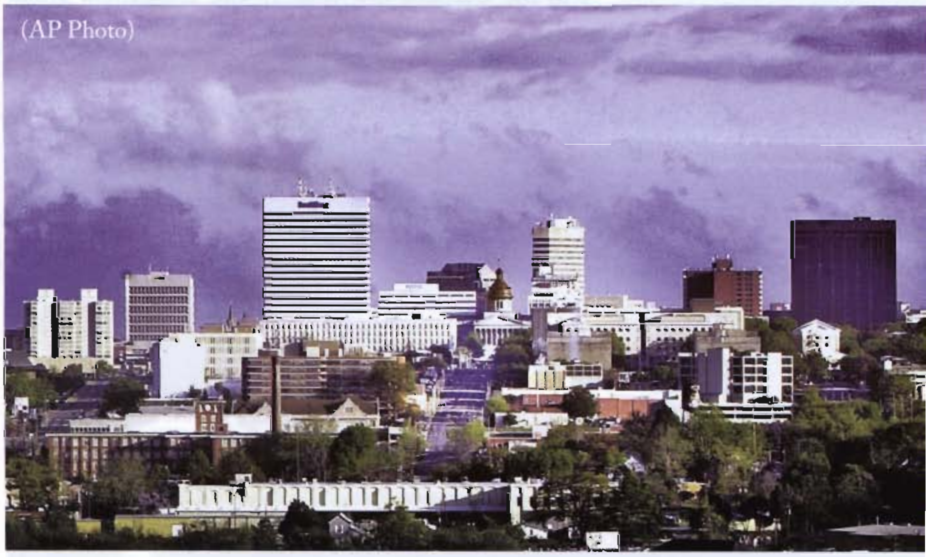

(AP Photo)

Colombia, South Carolina

کولمبیا، جنوبی کیرولائنا

آ رہا ہے۔ اب اس شہر میں اعلیٰ تعلیم کے 9 ادارے ہیں۔ فرانسس میریون نیشنل فاریسٹ اور سمٹر نیشنل فاریسٹ کا ہیڈ کوارٹر بھی اسی شہر میں ہے۔

چارلیسٹن

شرفاء کی طرز زندگی کی شہرت رکھنے والا یہ امریکی شہر اپنی شائستہ روایات پر فخر کرتا ہے۔ چارلیسٹن کے گھر، تاریخی مقامات، قدیم گرجا گھر، خوبصورت باغ، بل کھاتی گلیاں اور لوہے کے دروازے شان وشکوہ لئے ہوئے ہیں۔

چارلیسٹن اپنی خوبصورت بندرگاہ کے ذریعے بین الاقوامی اور ساحلی تجارت کا بھی مرکز ہے، جہاں ایشلی اور کُوپر دریا ملتے ہیں اور بحر اوقیانوس کا حصہ بنتے ہیں۔ چارلیسٹن کی بندرگاہ اور اس کے جزیرے تفریحی مقامات کے طور پر بھی مشہور ہیں۔

South Carolina

The first permanent settlement in the Carolinas, Charles Towne, as it was first called, was established as a tiny colony, westward across the Ashley River, by Anthony Ashley Cooper, Earl of Shaftesbury. At the same time, he established the only American nobility in history, with barons, landgraves (dukes), and caciques (earls), each owning great plantations.

This nobility lasted less than 50 years, but it was the foundation for an aristocratic tradition that still exists, even though the rice and indigo that brought wealth to the early Charleston people are gone. Colonists from Barbados, England, and Ireland came to enlarge the settlement in 1670, and by 1680, the colony moved across the river to become a city-state. Although many of the colonists went on to the Carolina low country and established grand plantations, every year on the traditional date of May 10, the planters and their families moved back to Charleston to escape the mosquitoes and malarial heat.

From spring to frost, these planters created a season of dancing, sport, musicales, theater, and socials. Commerce and plantations provided the prosperity on which the city's cosmopolitan graces were based. Charleston founded the first playhouse

(AP Photo)

Hilton Head Island, South Carolina

جنوبی کیرولائنا میں ہلٹن ہیڈ آئی لینڈ

چارلیسٹن کا شہر محاصرے، سیلاب، طوفان اور وبائی امراض جیسے مسائل سے گزر چکا ہے۔ یہ شہر 1786 تک صوبے کا دارالحکومت تھا۔ اس کی تاریخ اور جنوبی کیرولائنا کی تاریخ تقریباً ایک جیسی ہے۔ چارلیسٹن میں پُرانی دنیا کے آبادکار آئے، جنھیں یہاں سے نکل کر دوسرے علاقوں کی طرف جانا پڑا۔ یہ شہر نئی دنیا میں یورپ کی عیاشی، آسائش اور ثقافت کی علامت بنا۔ کیرولائنا میں قائم ہونے والی سب سے پہلی مستقل بستی چارلیسٹن ہی ہے، جو پہلے چارلس ٹاؤن کہلاتی تھی۔ یہ ایک چھوٹی سی نوآبادی کے طور پر قائم ہوا، جسے ارل آف شیفٹسبری انتھونی ایشلی نے دریائے ایشلی کے مغربی طرف قائم کیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے امریکی تاریخ کا واحد اشرافیہ علاقہ بھی قائم کیا، جہاں مختلف درجے کے نواب (بیرن، ڈیوک اور ارل) رہتے تھے۔ یہ نواب بڑی بڑی جاگیروں کے مالک تھے۔

یہ اشرافیہ طبقہ 50 سال سے بھی کم عرصہ موجود رہا، تاہم اس نے اُس اشرافیہ روایت کی بنیاد رکھی، جو اب بھی برقرار ہے، حالانکہ چاول اور نیل کی تجارت، جو اولین دور کے چارلیسٹن کے لوگوں کے لئے خوشحالی لائی تھی، اب ختم ہوچکی ہے۔ باربیڈوس، انگلینڈ اور آئرلینڈ سے آنے والے نوآبادکاروں نے 1670 میں اس بستی کو توسیع دی اور 1680 تک یہ بستی دریا کے دوسرے حصے تک پھیل کر ایک شہری ریاست کی شکل اختیار کرگئی۔ اگرچہ بہت سے آبادکار یہاں سے آگے کیرولائنا کے زیریں علاقوں کی طرف چلے گئے اور وہاں انھوں نے بڑے بڑے زرعی رقبے قائم کر لئے، تاہم وہ ہر سال 10 مئی کی روایتی تاریخ کو اپنے خاندانوں کو مچھر اور ملیریا پیدا کرنے والی گرمی سے بچانے کے لئے چارلیسٹن آجاتے تھے۔ موسم بہار سے لے کر سردیاں شروع ہونے تک یہ لوگ سماجی اور تفریحی سرگرمیوں میں مصروف رہتے تھے، جن میں رقص وسرود کی محفلیں منعقد کرنا، تھیٹر دیکھنا اور کھیل کود کے پروگرام شامل ہوتے تھے۔ تجارت اور زراعت کی وجہ سے خوشحالی آچکی تھی، جس پر شہر کا شان وشکوہ قائم تھا۔ پہلا پلے ہاؤس بھی چارلیسٹن میں قائم ہوا، جو صرف ڈراموں کے لئے مخصوص تھا۔ پہلا میوزیم، نوآبادی کا پہلا پبلک اسکول، امریکہ کا پہلا میونسپل کالج اور براعظم کی آگ کے خلاف پہلی بیمہ کمپنی بھی اسی شہر میں قائم ہوئی۔ (اپنے قیام کے اگلے سال ہی یہ کمپنی اُس آگ کی نذر ہوگئی، جس سے آدھا شہر جل گیا تھا)۔ یہ شہر دنیا بھر میں ''دولت اور آرام و آسائش کا دارالحکومت'' کے نام سے مشہور ہوگیا۔

جنوبی کیرولائنا کی پہلی صوبائی کانگریس کا اجلاس 1775 میں چارلیسٹن میں ہوا، جسمیں 28 جون 1776 کو برطانوی حملہ پسپا کرنے کی تیاری کی گئی، لیکن 1780 میں دشمن نے اس قبضہ کرلیا، جو ڈھائی سال تک جاری رہا۔ چارلیسٹن شہر کو ریاست میں تقریباً سب سے آخر میں انگریز فوج کے قبضے سے آزادی ملی۔ شہر میں امن قائم ہونے سے خوشحالی بھی آئی، لیکن ریاست کے اندرونی علاقوں کے چھوٹے کاشتکاروں اور تاجروں اور جاگیرداروں کے درمیان محاذ آرائی کی وجہ سے دارالحکومت کو چارلیسٹن سے کولمبیا منتقل کرنا پڑا۔

designed solely for presentation of drama, the first museum, the first public school in the colony, the first municipal college in America, and the first fire insurance company on the continent. (It was a victim the next year of a fire that destroyed half the city.) The city became famous throughout the world as "a flourishing capital of wealth and ease."

The First Provincial Congress of South Carolina met in Charleston in 1775 and prepared the city to repulse a British attack on June 28, 1776. But in 1780, the city was captured and occupied by the enemy for two and a half years. Charleston was almost the last point in the state to be cleared of British troops. With peace came great prosperity, but rivalry between the small farmers of the interior and the merchants and plantation owners of the lowlands resulted in removal of the capital to Columbia.

The convention that authored the Ordinance of Secession came to Charleston to pass that declaration; the Civil War then began with the bombardment of Fort Sumter, located on a small island in Charleston harbor by Fort Johnson. A long siege followed, including the gallant defense of Fort Sumter (1863-1865), blockade running, the first submarine warfare, evacuation after Sherman had demolished Columbia, and, finally, bombardment of the city by the Union Army.

Hilton Head Island

This year-round resort island, the development of which began in 1956, is reached by a bridge on Highway 278. The island is bordered by one of the few remaining unpolluted marine estuaries on the East Coast and is the largest sea island between New Jersey and Florida. Its growth was rapid; there are 12 miles of beaches, and the climate is delightful.

Activities include numerous golf courses and tennis courts; swimming; miles of bicycle paths; horseback riding; four nature preserves; and deep-sea, sound, and dockside fishing. The facilities also include nine marinas and a paved 3,700-foot airstrip with parallel taxiway. There are more than 3,000 hotel and motel rooms, more than 6,000 housing units on the rental market, more than 200 restaurants, and 28 shopping centers. For the less athletic, there are many art galleries and numerous sporting and cultural events.

یونین سے علیحدگی کیلئے آرڈی ننس تیار کرنے کی غرض سے جو کنونشن بلایا گیا تھا، وہ بھی چارلیسٹن میں منعقد ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی خانہ جنگی شروع ہوگئی تھی، جس کا آغاز سمٹر کے قلعے پر بمباری سے ہوا۔ یہ قلعہ چارلیسٹن ہاربر میں ایک چھوٹے جزیرے میں قائم تھا۔ اس کے بعد ایک طویل محاصرہ ہوا، جس میں 1863 سے 1865 تک سمٹر قلعے کا دلیرانہ دفاع کیا گیا۔ ناکہ بندی بھی ہوئی۔ آبدوزوں کی پہلی لڑائی بھی ہوئی، شرمین کے ہاتھوں کولمبیا کی تباہی کے بعد انخلا کا عمل بھی ہوا اور آخر میں یہ شہر یونین فوجوں کی بمباری کا نشانہ بھی بنا۔

جزیرہ ہلٹن ہیڈ

یہ جزیرہ ایک تفریحی مقام ہے، جو پورا سال کھلا رہتا ہے۔ اس کی ترقی کا عمل 1956 میں شروع ہوا۔ یہاں ہائی وے 278 پر تعمیر کردہ پُل کے ذریعے پہنچتے ہیں۔ اس جزیرے کے ساتھ کا سمندری علاقہ مشرقی ساحل کے ان چند علاقوں میں

(AP Photo)

Charleston, SC

چارلسٹن، جنوبی کیرولائنا

شامل ہے، جو ابھی تک آلودگی سے پاک ہیں۔ یہ جزیرہ نیو جرسی اور فلوریڈا کے درمیان سب سے بڑا سمندری جزیرہ ہے۔ اس نے تیزی سے ترقی کی ہے۔ اس کے 12 میل طویل ساحل ہیں۔ یہاں کا موسم نہایت خوشگوار ہے۔

یہاں پر گالف اور ٹینس کے متعدد میدان، سوئمنگ پُول، سائیکل سواری کے لئے میلوں لمبے راستے، گھڑ سواری کے میدان، جنگلی حیات کے لئے چار قدرتی پناہ گاہیں اور گہرے سمندر اور ساحل کے قریب ماہی گیری کے انتظامات موجود ہیں۔ اس کے علاوہ 9 چھوٹی گودیاں اور 3,700 فٹ طویل رن وے بھی موجود ہے، جس کے متوازی ٹیکسی وے بھی ہے۔ یہاں پر 3,000 سے زائد ہوٹل اور موٹل کے کمرے، 6,000 سے زائد مکان اور ولاز کرائے کے لئے دستیاب ہیں۔ اس کے علاوہ 200 سے زائد ریستوران اور 28 شاپنگ سنٹرز ہیں۔ کئی آرٹ گیلریاں بھی ہیں۔ کھیلوں کے مقابلے اور ثقافتی پروگراموں کی سہولتیں بھی موجود ہیں۔

' We wer
کانی کرنے
امل تھے

A USAID-supported program conducted medical consultations for more than 50,000 people like this mother and baby who were among the 1.7 million displaced by fighting between the Pakistani military and the Taliban in the Swat and Buner districts since May. Photo: Courtesy PAIMAN project.

یوایس ایڈ کی مدد سے شروع کئے گئے پروگرام نے اس ماں اور بچے کی طرح، جو مئی سے سوات اور بونیر ضلعوں میں پاکستانی فوج اور طالبان کے درمیان لڑائی سے بے گھر ہونے والے 17 لاکھ افراد میں شامل تھے، 50,000 سے زیادہ افراد کو علاج معالجے کی سہولتیں فراہم کیں۔ فوٹو بشکریہ پیمان پراجیکٹ

one **Success** at a time

کامیابی کی داستان

Helping the People of Pakistan one community at a time

ایک معاشرے کی صورت میں پاکستانی عوام کی ایک ہی وقت میں مدد کرنا

Displaced from Swat like the Rest, USAID Helps Save Lives in Camps

کیمپوں میں لوگوں کی جان بچانے میں یو ایس ایڈ کی امداد

MARDAN, Pakistan – In early May, a team of U.S.-supported health specialists in the Swat Valley received a curt message from the Taliban: Get out or expect to be beheaded. Meanwhile, the Pakistani military was advancing fast in an attempt to drive the extremist militants from the area once and for all.

Health specialists under USAID/Pakistan's Health, Population, and Nutrition program were at work on projects to deliver messages on maternal and child health awareness, improve access and quality of health services, and upgrade infrastructure in several adjacent district health systems. But they soon found themselves among the exodus of more than two million people from the valley. Some teams were able to bring their equipment, but others did not have time.

"We were IDPs too," said Amhed Nasir, a project officer with the USAID-supported initiative. "We had to leave our office with little notice. When we arrived in Mardan, our sister project was already operating in the area, so we just went to work too."

As the situation unfolded in the following days, USAID partners met to assess conditions and discovered that staff from as many as 11 local NGOs operating in four districts as part of the Pakistan Initiative for Mothers and Newborns, known as PAIMAN, were spread over the adjacent Mardan and Charsadda south of Swat and

مردان، پاکستان ۔مئی کے شروع میں وادئ سوات میں امریکہ کی ایک ٹیم کی مدد سے کام کرنے والے طبی ماہرین کو طالبان کی جانب سے یہ دھمکی آمیز پیغام ملا کہ علاقے سے نکل جاؤ یا اپنے سر کٹوانے کیلئے تیار رہو۔ اسی اثناء میں پاکستانی فوج بھی علاقے سے انتہا پسندوں اور عسکریت پسندوں کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے صفایا کرنے کی کوشش میں تیزی کے ساتھ پیش قدمی کر رہی تھی۔

طبی ماہرین، یو ایس ایڈ اور پاکستان کے صحت، آبادی اور غذائیت کے پروگرام کے تحت زچہ اور بچہ کے صحت کے بارے میں آگاہی پیدا کرنے، علاج معالجے کی سہولتوں کا معیار اور ان تک رسائی بہتر بنانے کے علاوہ ضلع کے صحت سے متعلق کئی ملحقہ نظاموں کے ڈھانچوں کی بہتری سے متعلق مختلف منصوبوں پر کام کر رہے تھے۔ تاہم جلد ہی وہ ان بیس لاکھ سے زیادہ لوگوں میں شامل ہو گئے جو وادی سے نقل مکانی کر رہے تھے۔ کچھ ٹیمیں تو آلات اپنے ساتھ لے جاسکیں لیکن دوسروں کو تو موقع ہی نہیں ملا۔

امریکی امداد سے شروع کئے جانے والے منصوبے کے ایک پراجیکٹ آفیسر احمد ناصر نے بتایا "ہم بھی نقل مکانی کرنے والوں میں شامل تھے۔ ہمیں انتہائی کم وقت کے انتباہ پر اپنا دفتر چھوڑنا پڑا۔ جب ہم مردان پہنچے تو وہاں ہمارے پروگرام سے متعلقہ منصوبے پر کام جاری تھا۔ چنانچہ ہم بھی وہاں کام پر لگ گئے۔"

بعد کے دنوں میں جب صورتحال واضح ہوئی تو یو ایس ایڈ کے شراکت داروں نے حالات کا جائزہ لینے کیلئے ملاقات کی۔ انہیں معلوم ہوا کہ زچہ اور بچہ کے بارے میں

Buner districts, where the fighting was taking place.

Within five days, the new teams joined forces with three more partners already operating in Mardan and Charsadda under a two-pronged strategy to provide much needed relief to the overwhelmed healthcare system. The first priority they identified was to find a suitable place to care for the expectant mothers among the 300,000 camp dwellers.

"Women in labor were lying on the bare ground at the camp in Charsadda," said Dr. Shuiab Khan, a PAIMAN program director, who coordinated the effort. "We immediately brought in 100 mattresses and bedding for the women waiting to give birth."

Project staff coordinated with the government and other local and international aid agencies to augment the meager belongings of the displaced by supplying food, cooking pots and utensils, latrines, and clean water.

The government identified locations to set up four emergency birthing centers near the three camps in Mardan and one in Charsadda, including unlocking a disused sugar mill closed for 30 years, an abandoned health center, and a vacant house.

PAIMAN staff cleaned up and supplied the buildings, even installing air conditioners to ward off the oppressive heat. Soon the facilities were staffed by trained birth attendants, expectant mothers moved inside, and two daily shifts of project health specialists were hosting up to 400 patients on a 24-hour, seven-days-a-week basis.

The majority of displaced, about 1.7 million people, stayed with host families in the region. To reach this population, the network of NGOs organized two mobile medical camps per week, staying all day at each of 208 sites over ten weeks, ultimately treating nearly 52,000 patients to assist with births, conduct pre- and post-natal care, vaccinate children, and provide counseling on family planning. Availability of the services was publicized through the district health department and local mosques.

In the case of complications during delivery, the project supplied each NGO an ambulance to rush the mothers or babies to the closest hospital, about a half hour away from most of the camps.

Having undergone the trauma of delivery with little more than the clothes on their backs, new mothers were issued mother-and-baby kits, containing clean blankets to swaddle the newborns, nappies, and a set of fresh clothes for the mothers. Mothers requested

پاکستان کے پروگرام کے تحت، جسے پیمان کہا جاتا ہے، چار اضلاع میں کام کرنے والی گیارہ مقامی غیر سرکاری تنظیموں کا عملہ سوات کے جنوبی ضلعوں مردان اور چارسدہ کے علاوہ ضلع بونیر میں پھیل چکا تھا جہاں لڑائی ہو رہی تھی۔

پانچ دن کے اندر نئی ٹیمیں، دونکاتی حکمت عملی کے تحت مردان اور چارسدہ میں پہلے سے کام کرنے والے تین شراکت داروں کے ساتھ جاملیں تاکہ علاج معالجے کے نظام میں مدد دی جا سکے جس کی اشد ضرورت تھی۔ ان کی پہلی ترجیح یہ تھی کہ کیمپ میں مقیم 300,000 میں سے ان ماؤں کیلئے مناسب جگہ تلاش کی جائے جن کی زچگی متوقع تھی۔

پیمان کے ایک پروگرام ڈائریکٹر، ڈاکٹر شعیب خان نے بتایا کہ چارسدہ کے کیمپ میں بچہ جننے والی خواتین نیچے زمین پر لیٹی ہوئی تھیں جن کیلئے ہم نے فوری طور 100 بستروں کا بندوبست کیا۔

منصوبے کے عملے نے حکومت کے علاوہ مقامی اور بین الاقوامی اداروں سے رابطہ کیا اور بے گھر افراد کو خوراک، کھانا پکانے اور دیگر استعمال کے برتنوں، لیٹرینوں اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے ذریعے ان کیلئے استعمال کی ضروری اشیاء میں اضافہ کیا۔

حکومت نے مردان میں تین کیمپوں اور چارسدہ میں ایک کیمپ کے قریب زچگی کے چار ہنگامی مراکز کے قیام کیلئے جگہوں کی نشاندہی کی۔ اس سلسلے میں چینی کے ایک کارخانے (جو 30 برس سے بند پڑا تھا)، ایک ترک شدہ صحت مرکز اور ایک خالی مکان کو کھلوایا گیا۔

پیمان کے عملے نے ان عمارتوں کی صفائی کی اور وہاں مختلف اشیاء اور آلات فراہم کئے، حتی کہ شدید گرمی سے بچنے کیلئے ائرکنڈیشنر نصب کئے گئے۔ جلد ہی ان مراکز میں تربیت یافتہ دائیوں کی تعیناتی کی گئی، زچگی کیلئے متوقع ماؤں کو منتقل کیا گیا اور 24 گھنٹے میں تقریباً 400 مریضوں کو دیکھنے کیلئے منصوبے کے ماہرین صحت کی ہفتے میں سات دن کی بنیاد پر روزانہ دو شفٹیں بنائی گئیں۔

بے گھر افراد کی اکثریت نے، جو تقریباً 17 لاکھ افراد بنتی ہے، علاقے میں اپنے میزبان خاندانوں کے ہاں قیام کیا۔ ان لوگوں تک رسائی کیلئے غیر سرکاری تنظیموں کے نیٹ ورک نے فی ہفتہ دو گشتی میڈیکل کیمپوں کا اہتمام کیا، یہ کیمپ دس ہفتے تک 208 میں سے ہر مقام پر پورا دن رکے رہے، زچگی میں 52,000 مریضوں کی مدد کی، پیدائش سے پہلے اور بعد میں بچے کی دیکھ بھال کی، بچوں کو بیماریوں سے بچاؤ کے ٹیکے لگائے اور خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں مشورے دیئے۔ ان خدمات کی دستیابی کی تشہیر صحت کے ضلعی محکموں اور مقامی مساجد کے ذریعے کی گئی۔

بچے کے پیدائش میں پیچیدگی کے صورت میں، منصوبے نے ہر غیر سرکاری تنظیم کو ایک ایمبولینس فراہم کی تاکہ ماؤں یا نومولود بچوں کو ہسپتال پہنچایا جا سکے جو کیمپوں سے زیادہ

this support during a camp visit by Dr. Nabeela Ali, chief of party for PAIMAN.

For children under five, life in the camps during the hottest part of the year was especially harsh. Skin ailments and dysentery were rampant; the medical camps supplied up to 60 intravenous drips a day for children to combat dehydration with oral rehydration salts.

Outside one birthing center in Mardan, PAIMAN staff noticed a young couple weeping over a three month old boy, certain he had died from the heat. They rushed baby and parents to the hospital, where doctors were able to resuscitate and rehydrate the boy. Within 20 minutes, the boy, named Haris, opened his eyes were and started to cry. Within two hours, they were on their way back to the camp. The next day, the parents returned to the center the best gift for the staff they could muster: two hen's eggs.

"No words can express the joy I felt when my son opened his eyes," said Rauf, the boy's father. "My small gift cannot to begin to express my gratitude to USAID for setting up this clinic."

On the request of the Pakistani health director, Dr. Ali also assisted a district hospital in Buner, which continued to operate amidst fierce fighting. With the electrical grid knocked out by the Taliban, doctors had no alternative to conducting surgery by candlelight. With all the filling stations long closed, the hospital made an urgent appeal to PAIMAN for diesel to run their generators to assure a steady light and water supply. Eventually, staff was able to arrange to truck three large barrels a day for a month to the hospital under military escort.

By mid-August, Swat and Buner were again firmly under control of the government, and the displaced began to make its way back to their homes. Project staff members have begun to return to their workaday roles building capacity of the health systems in their respective districts.

"I think we made a real difference in the lives of a great number of people under difficult circumstances," Dr. Khan reflected. "The established presence of USAID in the districts was an important contributor to our success, but more important, when we came to them with our assessment of the situation, they immediately approved our plan. That saved a lot of lives."

USAID | PAKISTAN
FROM THE AMERICAN PEOPLE

تر نصف گھنٹے کے مسافت پر تھے۔

وضع حمل کے تکلیف دہ مرحلے سے گزرنے کے بعد نئی ماؤں کیلئے، جن کے پاس کپڑے بہت کم تھے، 'مدر اینڈ بے بی کٹس' جاری کی گئیں۔ یہ کٹس، نومولود کو لپیٹنے کیلئے صاف کمبلوں، نیپیز اور ماؤں کیلئے نئے کپڑوں پر مشتمل تھیں۔ ماؤں نے اس امداد کی درخواست پیمان کی پارٹی چیف ڈاکٹر نبیلہ علی کے کیمپ کے دورے کے موقع پر کی تھی۔

سال کے گرم ترین موسم میں خاص طور پر پانچ برس سے کم عمر بچوں کیلئے کیمپوں میں زندگی گزارنا انتہائی مشکل تھا۔ جلدی بیماریاں اور پیچش کا مرض عام تھا۔ بچوں میں پانی کی کمی دور کرنے کیلئے میڈیکل کیمپوں کو روزانہ 60 ڈرپس اور نمکول فراہم کیے گئے۔

پیمان کے عملے نے مردان کے ایک زچگی مرکز کے باہر ایک نوجوان جوڑے کو اپنے تین ماہ کے بچے پر آنسو بہاتے دیکھا جو یقیناً لو لگنے سے ہلاک ہو جاتا۔ عملے نے بچے اور اس کے والدین کو فوری طور پر ہسپتال پہنچایا جہاں ڈاکٹر بچے کی جان بچانے اور اس میں پانی کی کمی دور کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ 20 منٹ کے اندر بچے نے، جس کا نام حارث تھا، آنکھیں کھولیں اور چلانا شروع کر دیا۔ دو گھنٹے بعد والدین بچے کو لیکر کیمپ واپس چلے گئے۔ اگلے دن والدین اپنی استطاعت کے مطابق مرکز میں عملے کیلئے تحفہ لیکر آئے اور وہ تحفہ تھا مرغی کے دو انڈے۔

بچے کے والد رؤف نے کہا" بچے نے جب آنکھیں کھولیں تو اس وقت مجھے جس قدر خوشی ہو رہی تھی وہ میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں اس چھوٹے سے تحفے کے ذریعے یو ایس ایڈ کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا جس نے یہ کلینک قائم کیا ہے۔"

پاکستان کے ڈائریکٹر صحت کی درخواست پر ڈاکٹر علی نے بونیر کے ضلعی ہسپتال میں بھی خدمات انجام دیں۔ یہ ہسپتال شدید لڑائی میں بھی کام کرتا رہا۔ طالبان کی طرف سے بجلی کے گرڈ کو نقصان پنچائے جانے کے بعد ڈاکٹروں نے موم بتی کے روشنی میں آپریشن کئے۔ پیٹرول پمپ طویل عرصے تک بند رہنے کے وجہ سے ہسپتال نے پیمان سے ڈیزل کی فراہمی کی اپیل کی تاکہ روشنی اور پانی کی مسلسل سپلائی یقینی بنانے کیلئے جنریٹر چلائے جا سکیں۔ عملاً، منصوبے کا عملہ فوج کی حفاظت میں ایک ٹرک کے ذریعے ایک ماہ تک تین بیرل یومیہ ڈیزل ہسپتال کو فراہم کرنے کا انتظام کر سکا۔

اگست کے وسط تک، سوات اور بونیر پر حکومت کا کنٹرول دوبارہ مستحکم ہو گیا اور بے گھر افراد اپنے گھروں کو واپس لوٹنا شروع ہو گئے۔ منصوبے کا عملہ بھی اپنے اپنے ضلعوں میں صحت کے نظاموں کی استعداد بہتر بنانے کے کام پر واپس آنا شروع ہو گیا۔

ڈاکٹر خان نے کہا" میرے خیال میں ہم مشکل حالات میں بہت سے لوگوں کے زندگی میں تبدیلی لائے۔ ان ضلعوں میں یو ایس ایڈ کے طے شدہ موجودگی نے ہماری کامیابی میں اہم کردار ادا کیا۔ سب سے اہم بات یہ کہ جب ہم صورتحال کے جائزے کے ساتھ ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے ہمارے منصوبے کو فوری طور پر منظور کر لیا۔ اس سے بہت سے لوگوں کے جان بچانے میں مدد ملی۔"

Book of the Month

منتخب کتاب

Highlighting books found in the IRC's and Lincoln Corners around Pakistan

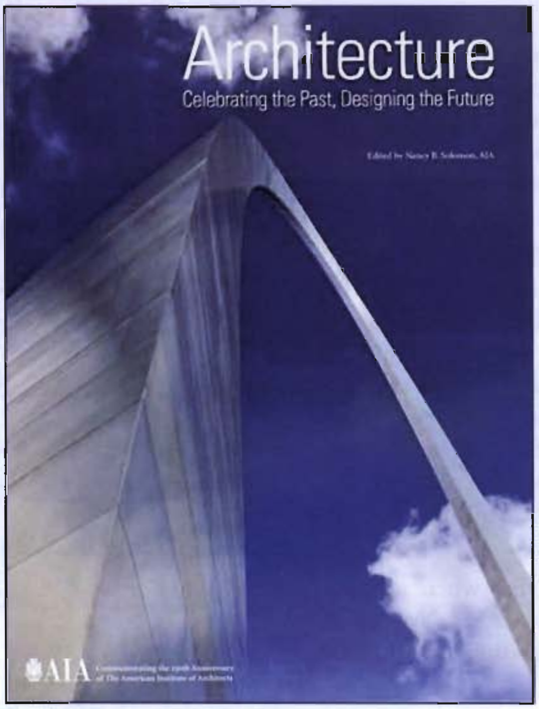

Title:

Architecture:
Celebrating the Past, Designing the Future

Author:

Nancy B. Solomon and Robert Ivey

Publisher:

Visual Reference Publications, 2008

ISBN: 1584711620

America has no shortage of natural splendors, but that doesn't stop people from lining up to see such spectacles as the Empire State Building in New York, Frank Lloyd Wright's Fallingwater, or Frank Gehry's Walt Disney Concert Hall in Los Angeles. The lively story of the nation's greatest buildings and the colorful individuals whose designs make them possible is memorably told in Architecture: Celebrating the Past, Designing the Future, a beautifully illustrated book commemorating 150 years of the American Institute of Architects.

In this engaging account, readers take an unprecedented look at the role of architecture and architects in society to see what shapes the places where we work and play, how buildings are actually designed and constructed, and where our most familiar building types, including homes, schools, churches, and offices, are taking us in their evolutionary journey. Along the way, the narrative pauses to introduce extraordinary men, women, organizations, and ideas changing the course of cities, towns, and even regions of the United States and the world.

A story this engrossing also benefits from the many voices that tell it, so architects like Thom Mayne, scholars like James Steele, and media critics like Paul Goldberger all contribute their unique points of view. This four-color book features more than 350 photographs, illustrations, and sketches, in addition to chapter contributions by architecture experts and profiles of many of the 63 gold medalists and active groups within the AIA.

Beyond being a beautifully crafted book, Architecture features lengthy discussions on many different aspects of the architecture community such as education, public outreach, practice, design and technique, history, innovative strategies, as well as a photo gallery of featured structures throughout the last 150 years.

میگزین کے اس حصے میں پاکستان بھر میں آئی آر سیز اور لنکن کارنرز میں موجود کتابوں کو اجاگر کیا جاتا ہے

عنوان :

Architecture: Celebrating the Past, Designing the Future

تحریر :

نینسی بی سولومن اور رابرٹ آئیوی

ناشر :

Visual Reference Publications, 2008

ISBN: 1584711620

امریکہ میں اگرچہ قدرتی مناظر کی کمی نہیں، تاہم عظیم الشان عمارتوں کو دیکھنے والوں کا بھی ہر وقت تانتا بندھا رہتا ہے۔ان میں ایمپائر اسٹیٹ بلڈنگ، نیویارک، فرینک لائیڈ رائٹس فالنگ واٹر اور لاس اینجلس میں فرینک جہری کا والٹ ڈزنی کنسرٹ ہال جیسی پُرشکوہ عمارتیں شامل ہیں۔ملک کی عظیم الشان عمارتوں کی دلچسپ تاریخ اور ان عمارتوں کو ڈیزائن کرنے والی دلچسپ شخصیات کا تذکرہ بڑے موثر انداز میں اس کتاب میں شامل ہے، جس کا نام ہے: Architecture: Celebrating the Past,Designing the Future

یہ ایک خوبصورت رنگین کتاب ہے، جو 'امریکن انسٹی ٹیوٹ آف آرکیٹیکٹس' کی 150 سالہ تاریخ کا احاطہ کرتی ہے۔اس دلچسپ کتاب میں عام قارئین، فن تعمیر اور ماہرین تعمیرات کے غیر معمولی کردار کا شعور حاصل کرتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ اُن مقامات کو، جہاں ہم کام کرتے ہیں یا کھیلتے ہیں، کون سی چیز شکل وصورت عطا کرتی ہے؛ عمارتوں کی ڈیزائننگ اور تعمیر کس طرح کی جاتی ہے اور یہ کہ ہماری انتہائی مانوس عمارتیں، جن میں گھر، اسکول، چرچ اور دفاتر شامل ہیں، ارتقائی سفر میں ہمیں کہاں لے جا رہی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ کتاب میں اُن غیر معمولی مَردوں، عورتوں، اداروں اور نظریات کا تعارف اور تذکرہ بھی موجود ہے، جو شہروں، قصبوں بلکہ امریکہ اور باقی دنیا کے علاقوں کا نقشہ بدل رہے ہیں۔

فن تعمیر کی اس دلچسپ داستان کو بیان کرنے والوں میں کئی ممتاز شخصیات شامل ہیں، جن میں تھام مین جیسے ماہرین تعمیرات، جیمس سٹیل جیسے مفکرین اور پال گولڈ برجر جیسے ذرائع ابلاغ کے نقاد شامل ہیں، جو اپنا منفرد نقطۂ نظر بیان کرتے ہیں۔چار رنگوں پر مشتمل اس کتاب میں 350 سے زائد تصاویر اور خاکے شامل ہیں۔اس میں ماہرین تعمیرات کے خیالات پر مشتمل ابواب کے علاوہ 63 طلائی تمغے پانے والوں اور امریکن انسٹی ٹیوٹ آف آرکیٹیکٹس میں سرگرم عمل گروپوں میں سے بیشتر کے تعارفی خاکے بھی موجود ہیں۔اس کتاب میں ماہرین تعمیرات کی زندگیوں کے مختلف پہلوؤں پر طویل بحث بھی کی گئی ہے۔اس کے علاوہ اس میں گزشتہ 150 سال میں تعمیر ہونے والی عظیم عمارتوں کی تصاویر بھی شامل ہیں۔

Ask the Consul

قونصل سے پوچھئے

Your chance to ask the Consul General at the US Embassy, Islamabad your visa related questions

آپ امریکی سفارتخانہ اسلام آباد کے قونصل جنرل سے ویزا سے متعلق سوالات پوچھ سکتے ہیں

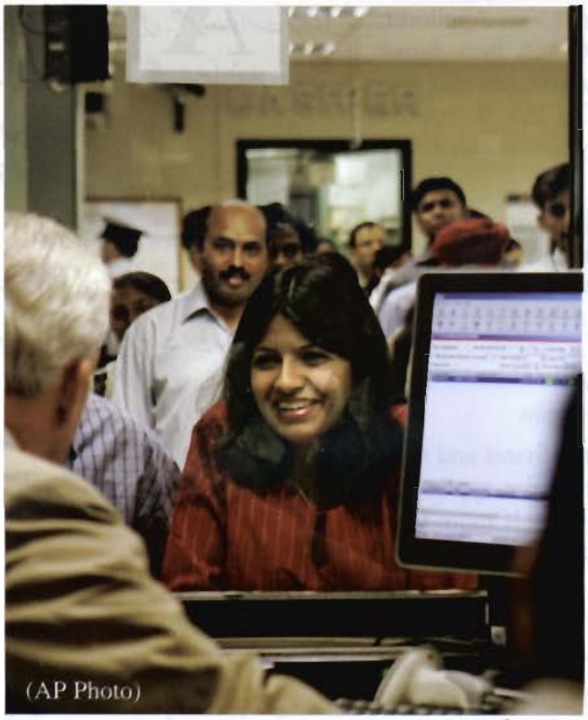

(AP Photo)

I lost my passport that had my American visa in it. Can I get a replacement visa?

Lost or stolen U.S. visas cannot be replaced in the United States. If you lost your visa, fax the Consular section or Consul General at the Embassy abroad that issued your visa, to report it lost or stolen. Then go to the Embassy Consular Section website to locate the fax number and contact information. Specifically state whether the visa was lost or stolen.

Be sure to include your full name, date and place of birth, address in the U.S., and an email address (if available). If you have a copy of the passport or visa, fax this to the Embassy or Consular section. Otherwise, if known, report the category of visa, and the passport number from the lost or stolen visa. If you have already reported your visa lost or stolen to the U.S. Embassy abroad, and then you later find your misplaced visa, please note that the visas will be invalid for future travel to the U.S, and you must apply in person at the Embassy or Consulate abroad for a new visa.

What is the required documentation for a student visa?

Each applicant for a student visa must submit these forms and documentation, and submit fees as explained below:

- Form I-20A-B, Certificate of Eligibility for Nonimmigrant (F-1) Student Status-For Academic and Language Students. You will need to submit a Student and Exchange Visitor Information System (SEVIS) generated Form, I-20, which was provided to you by your school. You and your school official must sign the I-20 form. All students, as well as their spouses and dependents, must be registered in the SEVIS, an Internet-based system that maintains accurate and current information on non-immigrant students and exchange visitors and their dependents (F-2 visa holders). Your school is responsible for entering your information for the I-20 student visa form into SEVIS. Students will also have to pay

سوال: میرا پاسپورٹ کھو گیا ہے، جس پر میرا امریکی ویزا تھا۔ کیا مجھے متبادل ویزا مل سکتا ہے؟

جواب: امریکہ کے گُم یا چوری ہونے والے ویزوں کا متبادل ویزا امریکہ میں نہیں مل سکتا۔ اگر آپ کا ویزا گم ہو گیا ہے تو اُس ایمبیسی کے قونصلر سیکشن یا قونصل جنرل کو بذریعہ فیکس مطلع کریں، جس نے آپ کا ویزا جاری کیا تھا۔ اس کے بعد ایمبیسی قونصلر سیکشن کی ویب سائٹ سے فیکس نمبر اور رابطہ کی معلومات حاصل کریں۔ آپ واضح طور پر بیان کریں کہ ویزا گم ہوا ہے یا چوری ہوا ہے۔

آپ لازمی طور پر اپنا مکمل نام، تاریخِ پیدائش، امریکہ میں اپنا پتہ اور اگر کوئی ای میل ایڈریس ہو تو وہ بھی تحریر کیجئے۔ اگر آپ کے پاس پاسپورٹ یا ویزے کی نقل موجود ہو تو اسے ایمبیسی یا قونصلر سیکشن کو فیکس کریں۔ اگر نقل موجود نہ ہو لیکن ویزے کی کیٹگری اور گم شدہ یا چوری شدہ پاسپورٹ کا نمبر آپ کے پاس موجود ہو تو اس کے بارے میں رپورٹ کریں۔ اگر آپ بیرون ملک امریکی ایمبیسی کو اپنے ویزے کی گم شدگی یا چوری ہونے کی پہلے رپورٹ کر چکے ہوں اور اس کے بعد آپ کو ویزا مل جائے تو یاد رکھئے کہ آپ کا یہ ویزا آئندہ امریکہ جانے کے لئے کارآمد نہیں ہوگا اور آپ کو ذاتی طور پر ایمبیسی یا قونصلیٹ میں نئے ویزا کے لئے درخواست دینا ہوگی۔

سوال: اسٹوڈنٹ ویزا کے لئے کن دستاویزات کی ضرورت ہوتی ہے؟

جواب: اسٹوڈنٹ ویزا کے ہر درخواست گزار کو مندرجہ ذیل فارم، دستاویزات اور فیس جمع کرانا ہوگی۔

• معاشرتی علوم اور زبان سیکھنے والے اسٹوڈنٹس کے لئے فارم I-20A-B اور نان امیگرینٹ (F-1) اسٹوڈنٹ کی اہلیت کا سرٹیفیکیٹ۔ آپ کو اسٹوڈنٹ اینڈ ایکسچینج وزٹر انفارمیشن سسٹم (SEVIS) سے حاصل کردہ فارم I-20 بھی پیش کرنا ہوگا، جو آپ کے اسکول نے آپ کو دیا ہوگا۔ آپ کو اور آپ کے اسکول کے متعلقہ عہدیدار کو فارم I-20 پر دستخط کرنا ہوں گے۔ تمام طلبہ، ان کے شریک حیات اور زیر کفالت افراد کی SEVIS میں رجسٹریشن ضروری ہے۔ یہ انٹرنیٹ پر مبنی سسٹم ہے، جس میں نان امیگرینٹ اسٹوڈنٹس اور ایکسچینج وزٹرز اور ان کے زیر کفالت افراد (F-2 ویزا ہولڈرز) کے بارے میں درست اور تازہ ترین معلومات موجود ہوتی ہیں۔ آپ کے اسکول کی ذمہ داری ہے کہ وہ آپ کے I-20 اسٹوڈنٹ ویزا فارم کے لئے SEVIS میں معلومات جمع کرے۔ اسٹوڈنٹس کو تعلیم کے پروگرام کے لئے SEVIS I-901 فیس بھی

Ask the Consul قونصل سے پوچھئے

an SEVIS I-901 fee for each program of study. Questions regarding your exchange program should be directly to your program sponsor.

- A completed application, Nonimmigrant Visa Applicant, Form DS-156, together with a Form DS-158. Both forms must be completed and signed. Some applicants will also be required to complete and sign Form DS-157. A separate form is needed for children, even if they are included in a parent's passport.
- An interview at the embassy consular section is required for all student visa applicants. The waiting time for an interview appointment for applicants can vary, so early visa application is strongly encouraged. During the visa interview, an ink-free, digital fingerprint scan will be quickly taken, as well as a digital photo. Some applicants will need additional screening, and will be notified when they apply.
- A passport valid for travel to the United States and with a validity date at least six months beyond the applicant's intended period of stay in the United States. If more than one person is included in the passport, each person desiring a visa must complete an application.
- One (1) 2x2 photograph.
- A MRV fee receipt to show payment of the visa application fee, a visa issuance fee, and a separate SEVIS I-901 fee receipt. While all F-visa applicants must pay the MRV fee, including dependents, only the F-1 principal applicants must pay the SEVIS fee.
- Students who are authorized for Optional Practical Training (OPT) must have an I-20 endorsed for OPT, and provide a USCIS-issued Employment Authorization Document (EAD).

All applicants should be prepared to provide:

- Transcripts and diplomas from previous institutions attended;
- Scores from standardized tests required by the educational institution such as the TOEFL, SAT, GRE, GMAT, etc.;
- Financial evidence that shows you or your parents who are sponsoring you have sufficient funds to cover your tuition and living expenses during the period of your intended study. For example, if you or your sponsor is a salaried employee, please bring income tax documents and original bank books and/or statements. If you or your sponsor owns a business, please bring business registration, licenses, etc., and tax documents, as well as original bank books and statements.

جمع کرانا ہوگی۔ اپنے ایکسچینج پروگرام کے بارے میں سوالات اپنے پروگرام اسپانسر کو براہ راست بھیجے جائیں۔

• مکمل تیار کردہ درخواست، نان امیگرینٹ ویزا اپلیکنٹ فارم DS-156 اور اس کے ساتھ ایک فارم DS-158۔ یہ دونوں فارم مکمل طور پر پُر کئے جائیں اوران پر دستخط کئے جائیں۔ بعض درخواست گزاروں کو فارم DS-157 بھی پُر کرنا اوراس پر دستخط کرنا ہوتا ہے۔ بچوں کے لئے ایک الگ فارم کی ضرورت ہوتی ہے خواہ ان کے نام والد یا والدہ کے پاسپورٹ پر درج ہی کیوں نہ ہوں۔

• اسٹوڈنٹ ویزا کے تمام درخواست گزاروں کو ایمبیسی قونصلر سیکشن میں ایک انٹرویو کے لئے پیش ہونا پڑتا ہے۔ انٹرویو کے لئے انتظار کی مدت مختلف ہوسکتی ہے۔ اس لئے ویزا کے لئے جلد از جلد درخواست دے دینی چاہئے۔ ویزا انٹرویو کے دوران فوری طور ایک اِنک فری ڈیجیٹل فنگر پرنٹ اسکین اور ایک ڈیجیٹل فوٹو بھی لیا جاتا ہے۔ بعض درخواست گزاروں کی درخواستوں کی زیادہ جانچ پڑتال کی ضرورت ہوتی ہے، جس سے انھیں درخواست دیتے وقت مطلع کر دیا جاتا ہے۔

• ایک عدد پاسپورٹ، جو امریکہ جانے کے لئے کارآمد ہو اور جس کی مدت امریکہ میں مجوزہ قیام کی مدت سے کم از کم چھ ماہ زیادہ ہو۔ اگر پاسپورٹ میں ایک سے زیادہ افراد کے نام شامل ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو، جو ویزا کا خواہشمند ہو، مکمل درخواست دینا ہوگی۔

• ایک (1) 2x2 فوٹوگراف

• ایک MRV فیس رسید، جس سے ویزا درخواست فیس اور ویزا کے اجرا کی فیس کی ادائیگی ثابت ہوتی ہو۔ اس کے علاوہ SEVIS I-901 فیس کی الگ رسید بھی دی جائے۔ اگرچہ زیر کفالت افراد سمیت F ویزا کے تمام درخواست گزاروں کو MRV فیس لازمی طور پر ادا کرنا ہوتی ہے، تاہم F-1 ویزا کے اصل درخواست گزار کو SEVIS فیس بھی ادا کرنا ہوتی ہے۔

• ایسے اسٹوڈنٹس، جنھیں آپشنل پریکٹیکل ٹریننگ (OPT) کی اجازت ہو، انھیں اس کے لئے I-20 فارم کی توثیق کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ انھیں USCIS کی طرف سے جاری کردہ ایمپلائمنٹ آتھورائزیشن ڈاکومنٹ (EAD) بھی پیش کرنا ہوتا ہے۔

تمام درخواست گزاروں کو مندرجہ ذیل دستاویزات پیش کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے:

• سابقہ تعلیمی اداروں سے حاصل کردہ ٹرانسکرپٹ اور ڈپلومے؛

• تعلیمی اداروں کی طرف سے مطلوبہ معیاری ٹیسٹوں کے اسکور مثلاً TOEFL, SAT, GRE, GMAT وغیرہ؛

• مالی حالت کا ثبوت، جس سے ظاہر ہو کہ آپ یا آپ کے والدین، جو آپ کو اسپانسر کر رہے ہیں، آپ کی تعلیم کے دوران آپ کی ٹیوشن فیس اور دوسرے اخراجات زندگی ادا کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ یا آپ کا اسپانسر تنخواہ دار ملازم ہو تو اُس کے انکم ٹیکس کے کاغذات اور اصل بینک بُک اور/ یا گوشوارے بھی ساتھ لائیے۔ اگر آپ یا آپ کا اسپانسر کوئی کاروبار کرتا ہے تو اُس کے کاروبار کی رجسٹریشن اور لائسنس وغیرہ، ٹیکس کے کاغذات اور اصل بینک بُک اور گوشوارے بھی ساتھ لائیں۔

Videography

ویڈیوگرافی

تنوع:
رضاکاروں کی تعطیلات:
نیو اورلینز کی تعمیر نو

امریکیوں کے لئے فارغ الوقتی محض آرام کرنے کا وقت نہیں ہوتا۔ یہ دوسروں کی مدد کرنے کا بھی موقع ہوسکتا ہے۔

Diversity:
Volunteer Vacations:
Rebuilding New Orleans

http://www.america.gov/multimedia/video.html?videoId=1616709136

For Americans, leisure isn't just a time to relax; it can also be a time to come to the aid of others.

Diversity:
California BBQ

http://www.america.gov/multimedia/video.html?videoId=1634709538

Members of the "Four Q Country" barbecue team discuss the joys of competition.

تنوع:
کیلی فورنیا باربی کیو

"چار کیو کنٹری" باربی کیو ٹیم کے ارکان مقابلہ سے لطف اندوز ہونے کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہیں۔

Published by the U.S. Embassy Islamabad